قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 20؍ جنوری 2023ء | 27؍ جمادی الثانی 1444 ہجری قمری | 20؍ صلح 1402 ہجری شمسی | جلد: 5 | شمارہ: 17

فرمانِ رسولؐ

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَامِنۡ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّاللّٰہُ عَلَیَّ رُوۡحِیۡ اَرُدُّ عَلَیۡہِ السَّلَامَ

(ابوداؤد کتاب المناسك باب زیارۃ القبور)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجے گا اس کا جواب دینے کے لئے اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس لوٹا دے گا تا کہ میں اس کے سلام کا جواب دے سکوں۔ (یعنی آنحضرت ﷺ پر سلام بھیجنے والے کو اس درود کا ایسا اجر اور ثواب ملے گا جیسے خود حضورؐ سلام و درود کا جواب مرحمت فرما رہے ہوں۔)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

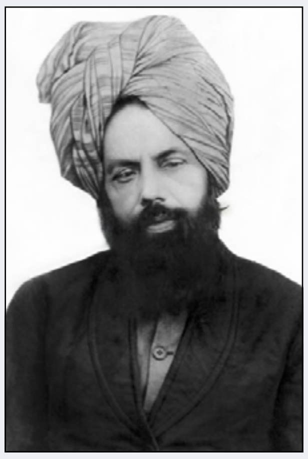

مسلمانوں میں اندرونی تفرقہ کی وجہ

- مسلمانوں میں اندرونی تفرقہ کا موجب بھی یہی حُبِّ دنیا ہی ہوئی ہے۔ کیونکہ اگر محض اللہ تعالیٰ کی رضا مقدم ہوتی تو آسانی سے سمجھ میں آ سکتا تھا کہ فلاں فرقے کے اصول زیادہ صاف ہیں اور وہ انہیں قبول کر کے ایک ہو جاتے۔ اب جبکہ حُبِّ دنیا کی وجہ سے یہ خرابی پیدا ہو رہی ہے تو ایسے لوگوں کو کیسے مسلمان کہا جا سکتا ہے جبکہ ان کا قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا تھا: قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے گا۔ اب اس حُبُّ اللہ کی بجائے اور اِتّباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے حُبُّ الدنیا کو مقدم کیا گیا ہے۔ کیا یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اِتّباع ہے؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیادار تھے؟ کیا وہ سود لیا کرتے تھے؟ یا فرائض اور احکامِ الٰہی کی بجا آوری میں غفلت کیا کرتے تھے؟ کیا آپ میں معاذ اللہ نفاق تھا، مداہنہ تھا؟ دنیا کو دین پر مقدم کرتے تھے؟ غور کرو! اِتّباع تو یہ ہے کہ آپ کے نقش قدم پر چلو اور پھر دیکھو کہ خدا تعالیٰ کیسے کیسے فضل کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 348-349 ایڈیشن 1984ء)

- مَیں سچ کہتا ہوں کہ کوئی شخص حقیقی نیکی کرنے والا اور خدا تعالیٰ کی رضا کو پانے والا نہیں ٹھہر سکتا اور ان انعام و برکات اور معارف اور حقائق اور کشوف سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا جو اعلیٰ درجہ کے تزکیۂ نفس پر ملتے ہیں جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اِتّباع میں کھویا نہ جائے اور اس کا ثبوت خود خدا تعالیٰ کے کلام سے ملتا ہے: قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ اور خدا تعالیٰ کے اس دعویٰ کی عملی اور زندہ دلیل میں ہوں۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 204 ایڈیشن 1984ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۳۲﴾

(آل عمران: 32)

ترجمہ: کہ تُو کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

فرمان خلیفۂ وقت

مسلمانوں کی ابتر حالت کی وجہ اسوۂ رسول ﷺ کو ترک کرنے کی وجہ سے ہے۔

کیا اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرے اس کا یہی حال ہوتا ہے جو آجکل کے مسلمانوں کا ہے۔ علماء جن کو عامۃ المسلمین عام طور پر اللہ تعالیٰ کا پیارا سمجھتے ہیں، اس کے قریب سمجھتے ہیں، وہ سب سے زیادہ دنیا میں فساد پیدا کر رہے ہیں۔ اب تو خود پاکستان میں بعض تجزیہ نگار اور کالم نویس اخباروں میں بھی لکھنے لگ گئے ہیں، دوسرے میڈیا پر بھی کہنے لگ گئے ہیں کہ مسلمانوں کی یہ حالت ان نام نہاد علماء نے ایسی کر دی ہے۔ پس اس وقت مسلمان علماء کی عمومی حالت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ کوئی قرآن اور سنت کی حقیقت بتانے والا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق بھیج دیا ہے۔ لیکن علماء نہ خود اس کی بات سننا چاہتے ہیں، نہ عوام کو سننے دیتے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے کے خلاف کفر کے فتوے دے کر ایک عمومی خوف و ہراس اور فتنہ و فساد کی صورت پیدا کر دی ہے۔

یہ الزام حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہر روز لگتا ہے کہ آپ نے نعوذ باللہ دنیاوی خواہشات کی تکمیل اور اپنی بڑائی کے لئے جماعت کا قیام کیا ہے۔

بہر حال ہم جانتے ہیں کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی تجدید و تکمیل اشاعت کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا تھا۔ قرآن کریم کے علوم و معارف کا فہم و ادراک آپ کے ذریعہ سے ہی ہمیں حاصل ہوا۔ آپ نے ہر موقع پر قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں ہماری رہنمائی فرمائی۔

(خطبہ جمعہ 20؍ اکتوبر 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- ہونے والا ہے تقدیر کا فیصلہ (منظوم)
- ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
- بنیادی مسائل کے جوابات
- دفتر اطفال وقف جدید
- ترتیب کائنات کا حسن ہے
- جواں سال بیٹے طاہر ذیشان افضل کا ذکرِ خیر

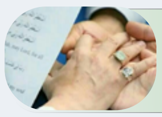

دربارِ خلافت

نشہ آور اشیاء کا کبھی کبھار استعمال بالآخر نشے کا عادی بنا دیتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آج کل یہاں یورپین ملکوں میں بھی علاوہ ایسے نشوں کے جو زیادہ خطرناک ہیں، شیشے کے نام سے بھی ریسٹورانوں میں، خاص طور پر مسلمان ریسٹورانوں میں نشہ ملتا ہے۔ اسی طرح امریکہ میں حقّے کے نام سے نشہ کیا جاتا ہے۔ وہ خاص قسم کا حقّہ ہے۔ اور مجھے پتا لگا ہے کہ یہاں ہمارے بعض نوجوان لڑکے اور لڑکیاں یہ شیشہ استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں اس میں نشہ نہیں ہے یا کبھی کبھی استعمال کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ کوئی حرج نہیں ہے۔

یاد رکھیں کہ یہ کبھی کبھی کا جو استعمال ہے ایک وقت آئے گا جب آپ بڑے نشوں میں ملوث ہو جائیں گے اور پھر اس سے پیچھے ہٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

پس ابھی سے اپنی قوتِ ارادی سے کام لینا ہو گا اور اس برائی سے چھٹکارا پانا ہو گا۔ اور اس کے لئے اپنے ایمان کو دیکھیں۔ ایمان کی گرمی ہی قوتِ ارادی پیدا کرسکتی ہے جو فوری طور پر بڑے فیصلے کرواتی ہے جیسا کہ صحابہ کے نمونے میں ہم نے دیکھا، ورنہ قانون تو ان میں روکیں نہیں ڈال سکتے۔ جیسا کہ میں نے کہا پاکستان میں قانون بھی ہے، ملتی بھی نہیں لیکن پھر بھی لوگ پیتے ہیں اور انتظام بھی کر لیتے ہیں۔ انہوں نے کئی طرح کے طریقے اختیار کئے ہوئے ہیں۔ امریکہ میں ایک زمانے میں کھلے عام شراب کی ممانعت کی کوشش ہوئی تو اس کے لئے لوگوں نے دوسرا طریقہ اختیار کیا اور سپرٹ (spirit) پینا شروع کر دیا اور سپرٹ (spririt) پینے کے نقصانات بہت زیادہ ہیں تو اس کی وجہ سے لوگ مرنے بھی لگے۔ حضرت مصلح موعود نے لکھا ہے کیونکہ ایمان نہیں تھا اس لئے دنیاوی قانون کی کوشش کامیاب نہیں ہو سکی بلکہ نشے کے ہاتھوں ایسے مجبور ہوئے کہ سپرٹ پی کر اپنے آپ کو نقصان پہنچا لیتے تھے۔ حکومت نے پھر قانون بنایا کہ اگر ڈاکٹر اجازت دیں، بعض اسباب ایسے ہوں جو اس کو (justify) کرتے ہوں تو پھر شراب ملے گی اور ڈاکٹروں کا اجازت نامہ بھی بعض وجوہات کی وجہ سے تھا۔ تو اس کا نتیجہ کیا نکلا کہ ہزاروں ڈاکٹروں نے اپنی آمدنیاں بڑھانے کے لئے غلط سرٹیفکیٹ جاری کرنے شروع کر دیئے۔ تو ایسے ڈاکٹر جن کی پریکٹس نہیں چلتی تھی اُن کی اس طرح آمدنی شروع ہو گئی کہ شراب پینے کے سرٹیفکیٹ دے دیئے۔ آخر ایک وقت ایسا آیا کہ قانون کو گھٹنے ٹیکنے پڑے اور آہستہ آہستہ اب ہر جگہ عمر کی پابندی کے ساتھ شراب ملتی ہے۔ کہیں یہ عمر اکیس سال ہے، کہیں اٹھارہ سال ہے اور کہیں کہتے ہیں کہ اگر بڑا ساتھ ہو تو پندرہ سولہ سال، سترہ سال کے بچے بھی بعض خاص قسم کی شرابیں پی سکتے ہیں۔ پس اپنے قانون کی بے بسی پر پردہ ڈالنے کے یہ بہانے ہیں۔ جوں جوں ترقی یافتہ ہو رہے ہیں برائیوں کی اجازت کے قانون پاس ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ برائیوں کو روک نہیں سکتے تو قانون میں نرمی کر دیتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے احکامات میں جو برائی ہے وہ ہمیشہ کے لئے برائی ہے۔ خدا تعالیٰ ہماری مرضی کا پابند نہیں بلکہ ہمیں اپنے اعمال کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکامات کا پابند ہونا ہو گا اور یہ پابندی اُس وقت پیدا ہو گی جب ہماری ایمانی حالت بھی اعلیٰ درجہ کی ہو گی۔ آجکل کی جو ترقی یافتہ دنیا ہے وہ جس قوم کو اجڈ اور جاہل کہتی ہے، جسے اَن پڑھ سمجھتی ہے وہ لوگ جو تھے انہوں نے اپنے ایمان کی حرارت کو اپنے نشے پر غالب کر لیا۔ اپنے اعمال کی اصلاح کی اور پھر ایک دنیا میں اپنے اعمال کی برتری کا جھنڈا گاڑ کر دنیا کو اپنے پیچھے چلایا۔ پس یہ واضح ہونا چاہئے کہ دین کے معاملے میں قوتِ ارادی اپنے ایمان کی مضبوطی ہے جو نیک اعمال بجالانے پر قائم رہ سکتی ہے اور برائیوں سے چھڑواتی ہے۔

(خطبہ جمعہ 17/ جنوری 2014ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ہونے والا ہے تقدیر کا فیصلہ

درد ہے دل میں میرے نہاں دیکھیے
ہو گیا کیا سے کیا یہ جہاں دیکھیے

جل رہے ہیں یہاں پر مکاں دیکھیے
چپ ہیں سادھے ہوئے حکمراں دیکھیے

چور، ڈاکو سبھی ہیں نہاں دیکھیے
کیسے ملت کے ہیں پاسباں دیکھیے

جن کا دعویٰ تھا فرعونیت کا کبھی
مٹ گئے اُن کے نام و نشاں دیکھیے

ہر قدم پر مصائب کا ہے سامنا
زندگی بن گئی امتحاں دیکھیے

ابتدا سے ہوئی انتہا دوستو!
ظلم سے ہے بھری داستاں دیکھیے

نفرتوں میں سلگتا ہے سارا چمن
جل رہا ہے مرا آشیاں دیکھیے

پھول کلیوں سے ہم نے سجایا تھا جو
کیسا اجڑا ہے وہ گلستاں دیکھیے

کب تلک یہ چلے گا یونہی سلسلہ
رات دن ہو رہی ہے فغاں دیکھیے

ہونے والا ہے تقدیر کا فیصلہ
یہ بدلتا ہوا آسماں دیکھیے

وہ بچائے گا بشریٰ! کڑی دھوپ سے
سر پہ رحمت کا ہے سائباں دیکھیے

بشریٰ سعید عاطف۔ مالٹا

امۃ الباری ناصر۔امریکہ

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام

تکمیل ہدایت۔تکمیل اشاعت ہدایت

قسط 48

اللہ تعالیٰ عالمین کا رب ہے اس کا فیض تمام زمانوں تمام ملکوں اور قوموں کے لئے یکساں ہے وہ تمام بنی آدم کی جسمانی ضرورت کے لئے خوراک پانی ہوا روشنی وغیرہ مہیا فرماتا ہے اسی طرح روحانی ضرورت کے لئے ہر قوم میں انبیاء مبعوث فرماتا ہے تا کہ کوئی قوم محروم اور بے نصیب نہ رہے۔ ہر نبی کی تعلیم اپنی ابتدا میں حق اور راستی پر ہوتی ہے پھر وقت گزرنے کے ساتھ ان میں غلط باتیں شامل ہوجاتی ہیں حتّٰی کہ اصلیت معدوم ہوجاتی ہے قصے کہانیاں رہ جاتی ہیں۔اور لوگ علمی اور عملی گمراہی میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ جب انسان کے شعور نے ترقی کی تو ایک عالمگیر شرعی نبی خاتم النبیین حضرت رسول کریم محمد مصطفیٰ ﷺ اور آخری مکمل شریعت قرآن مجید نازل فرمائی جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کی تمام ہدایات جمع کر دی گئیں۔ یہ رہتی دنیا تک آخری آسمانی کتاب ہے۔اس طرح تکمیل ہدایت ہوگئی۔ دین مکمل ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول کریم ﷺ سے فرمایا کہ کل انسانوں کو مخاطب کر کے آگاہ کر دیں:

اے انسانو!یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کے قبضے میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔ پس ایمان لے آؤ اللہ پر اور اس کے رسول نبی اُمّی پر جو اللہ پر اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے اور اُسی کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پا جاؤ۔(الاعراف:159)

نیز قرآن پاک فرماتا ہے:

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا (سبا:29)

اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر۔

مشرق ومغرب سے بالا تر ہو کل عالم کو انذار اور بشارتیں دینے کا کام سونپنے والے علام الغیوب خدا کو علم تھا کہ ایک زندگی میں، مکہ مدینہ میں رہ کر محدود وسائل اور ذرائع ابلاغ کے ساتھ زمین کے کناروں تک خدائے واحد کا پیغام پہنچانا مشکل کام ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ آپ ﷺ کی ایک اور بعثت ہوگی اور یہ کام آپ ﷺ کی آمد ثانی میں ہوگا۔جس کے لئے ایک مربوط نظام، طریق کار اور وقت مقرر ہے۔ یہ بعثت بروزی اور ظلّی رنگ میں ہوگی۔ آپ ﷺ کا ایک عاشق صادق، آپ ﷺ کا شاگرد، خلیفہ، عکس، اور ظل آپ ﷺ کے رنگ میں رنگین ہو کر آپ ﷺ کے مقاصد عالیہ کو پورا کرے گا۔جیسا کہ فرمایا وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ (الجمعۃ:4)

اسی طرح سورہ نور آیت 56 میں وعدہ استخلاف کے موافق آنحضرت ﷺ کو مثیل موسیٰ قرار دیا گیا اور آپ ﷺ کے بعد خلفائے کرام کے سلسلہ کو جاری رکھنے کا وعدہ فرمایا۔ ایسا سلسلہ جو حضرت موسیٰ کے بعد خلفاء کے سلسلہ کی طرح ہوگا۔ یعنی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چودہ سو سال بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اسی طرح آپ ﷺ کے اتنے ہی عرصے کے بعد خلیفہ عطا کیا جائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اس کے لئے درود شریف کی دعا بھی سکھائی اور تاکید فرمائی کہ اللہ اور فرشتے رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ ایمان والو تم بھی درود پڑھو اور دعا کرو کہ جو رحمتیں اور برکتیں ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ پر نازل کی تھیں وہی رحمتیں اور برکتیں محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر بھی نازل ہوں۔ فرشتوں اور مومنوں کی مانگی ہوئی دعائیں قبول ہوئیں اور آنحضرت ﷺ کی امت میں بھی حضرت ابراہیمؑ کی آل کی طرح اس خدمت منصبی کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے ایک امتی جو روحانیت کی رُو سے آپ ﷺ کے وجود کا ایک ٹکڑا تھا کھڑا کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو ماموریت کے ساتھ عالمگیر اشاعت اسلام کا فریضہ سونپا۔ اور آپ علیہ السلام سے وہی اقرار لیا جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے لیا تھا کہ اپنی تمام تر توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف رکھیں گے: قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (الانعام:163)

ترجمہ از حضرت مسیح موعود علیہ السلام: ’’ان کو کہہ دے کہ میری نماز اور میری پرستش میں جدّوجُہد اور میری قربانیاں اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا سب خدا کے لیے اور اس کی راہ میں ہے۔ وہی خدا جو تمام عالَموں کا ربّ ہے۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد5 صفحہ 162)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو آپ ﷺ کے روحانی فرزند، ظلِّ کامل اور عاشق صادق تھے اس اقرار کو خوب نبھاتے ہیں:۔

جانم فدا شود برہ دین مصطفٰے
این است کام دل اگر آید میسرم

میری جان محمد مصطفٰے ﷺ کے دین پر فدا ہو۔ یہی میرے دل کا مدعا ہے کاش یہ مقصد مجھے مل جائے۔

آنحضور ﷺ کے مشن کی تکمیل کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’تکمیل اشاعت ہدایت کے متعلق یاد رکھنا چاہیے کہ آنحضرت ﷺ پر جو اتمام نعمت اور اِکمالُ الدین ہوا تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ اول تکمیل ہدایت دوسری تکمیل اشاعتِ ہدایت۔ تکمیلِ ہدایت من کلّ الوجوہ آپ ﷺ کی آمدِ اوّل سے ہوئی اور تکمیل اشاعت ہدایت آپ ﷺ کی آمد ثانی سے ہوئی کیونکہ سورۂ جمعہ میں جو آخرین منھم والی آیت آپ ﷺ کے فیض اور تعلیم سے ایک اَور قوم کے تیار کرنے کی ہدایت کرتی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی ایک بعثت اَور ہے اور یہ بعثت بروزی رنگ میں ہے۔ جو اس وقت ہو رہی ہے۔ پس یہ وقت تکمیل اشاعت ہدایت کا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اشاعت کے تمام ذریعے اور سلسلے مکمل ہو رہے ہیں۔ چھاپہ خانوں کی کثرت اور آئے دن ان میں نئی نئی باتوں کا پیدا ہونا ڈاکخانوں، تار برقیوں، ریلوں، جہازوں کا اجرا اور اخبارات کی اشاعت، ان سب امور نے مل ملا کر دنیا کو ایک شہر کے حکم میں کر دیا ہے۔ پس یہ ترقیاں بھی دراصل آنحضرت ﷺ کی ہی ترقیاں ہیں کیونکہ اس سے آپ ﷺ کی کامل ہدایت کے کمال کا دوسرا جزو تکمیل اشاعتِ ہدایت پورا ہو رہا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 10)

اللہ تعالیٰ نے اپنے نظام اوقات کے مطابق احیائے اسلام کے لئے مبعوث کئے گئے موعود مسیح ومہدی کے لئے آسمان اور زمین سے وہ سارے نشان دکھادئے جو اس کی صداقت کے لئے قرآن و احادیث میں بیان ہوئے تھے۔حضرت اقدس علیہ السلام نے بڑے لطیف انداز میں ذکر فرمایا ہے:

’’آنحضرت ﷺ کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور مطابع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہوگئی تھی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ! ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل و جان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لائیے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام کافہ ناس کے لئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ ان تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجّت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں تب آنحضرت ﷺ کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 262-263)

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے کام آپ کے الفاظ میں ’’میرا کام یہ ہے کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ خدائی توحید کو دنیا میں دوبارہ قائم کروں کیونکہ ہمارے سیّد ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض آسمانی نشان دکھلا کر خدائی عظمت اور طاقت اور قدرت عرب کے بُت پرستوں کے دلوں میں قائم کی تھی۔سو ایسا ہی مجھے رُوح القدس سے مدد دی گئی ہے۔‘‘

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد17 صفحہ نمبر 28-29)

نیز فرمایا: ’’مجھ کو اس قرآنی آیت کا الہام ہوا تھا اور وہ یہ ہے۔ ھُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡہُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ۔ اور مجھ کو اس الہام کے یہ معنے سمجھائے گئے تھے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا میرے ہاتھ سے خدا تعالیٰ اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرے۔‘‘

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد15 صفحہ 231-232)

اور اس کے لئے اسباب مہیا کرنے کا ذمہ خود خدائے قادر و توانا نے اُٹھایا: ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘

(تذکرہ صفحہ 260)

دنیا پکار رہی تھی:۔

اے خاصۂ خاصان رُسل وقت دعا ہے
امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے

سب سے پہلے تو آپ علیہ السلام نے اس چومکھی روحانی جنگ میں کامیابی کے لئے اللہ تبارک تعالیٰ کے حضور دست دعا دراز کیا:

''اے ارحم الراحمین! جس کام کی اشاعت کے لئے تُو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لئے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اس کو اپنے ہی فضل سے انجام تک پہنچا اور اس عاجز کے ہاتھ سے حجّتِ اسلام مخالفین پر اور ان سب پر جو اب تک اسلام کی خوبیوں سے بے خبر ہیں پوری کر۔''

(تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 265)

مجھ کو دے اک فوق عادت اے خدا جوش و تپش
جس سے ہو جاؤں میں غم میں دیں کے اک دیوانہ وار
وہ لگا دے آگ میرے دل میں مِلّت کے لئے
شعلے پہنچیں جس کے ہر دم آسماں تک بے شمار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 147)

آپ علیہ السلام نے اپنی تمام تر توانائیاں خدمت اسلام میں صرف کر دیں۔ براہین احمدیہ کی تصنیف سے اسلام ثریا سے اُتار لائے اور ہزیمت خوردہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں تھما دیا۔ قلم سے جہاد کر کے یضع الحرب کا عملی نمونہ دکھا دیا۔ آپ علیہ السلام کی عربی، فارسی اور اردو زبان میں نظم و نثر میں کتب، اشتہارات اور خطوط کے صفحات جمع کر کے زندگی کے دنوں پر تقسیم کریں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ یہ تھا جہاد جو اس زمانے میں فرض تھا اور یہ ہے گواہی کہ آپ علیہ السلام نے اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا مشن پورا کرنے کے لئے کتنی سعی کی۔ ان ساری تحریرات کا مقصد زندہ خدا، زندہ قرآن اور زندہ رسول ﷺ سے دنیا کو روشناس کروانا تھا۔ قلم سے جنگ کر کے جزیہ کا سوال ختم کر دیا۔ کسر صلیب کرتے ہوئے عیسائیت کے رد میں خم ٹھونک کے میدان میں آئے ثابت کیا کہ خدا واحد ہے لا شریک ہے اور لازوال ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں خدائی صفات نہیں تھیں وہ ایک مقرب نبی تھے۔ جو آسمان پر نہیں چڑھے قرآن اور حدیث انہیں وفات یافتہ مانتے ہیں آپ علیہ السلام نے عیسیٰ مسیحؑ کے صلیب سے بچ کر ہندوستان کی طرف سفر کا نہ صرف رستہ دکھا دیا بلکہ مقبرے تک لے گئے۔

ابنِ مریمؑ مر گیا حق کی قسم
داخلِ جنّت ہوا وہ محترم
مارتا ہے اُس کو فرقاں سربسر
اُس کے مر جانے کی دیتا ہے خبر
وہ نہیں باہر رہا اموات سے
ہو گیا ثابت یہ تیس آیات سے

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ 764 مطبوعہ 1891ء)

ہندوؤں اور آریوں کو ان کے عقائد کی بے بضاعتی دکھا کر زیر کیا۔ لامذہب لوگوں کو بھی حق کا راستہ دکھایا۔ ہر معترض کے آگے دلائل و براہین کے پہاڑ کھڑے کر دیے۔ علمی برتری پر اتنا اعتماد تھا کہ کئی انعامی چیلنج دیے۔ مگر کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ اس شیر نر کے سامنے آسکے۔ کیونکہ سر راہ پر مولیٰ کریم کھڑا تھا۔

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

آپ علیہ السلام ہر مذہب کے مناد کو دعوت دیتے کہ اپنی اپنی مذہبی کتابوں میں وہ خوبیاں دکھاؤ جو قرآن مجید میں موجود ہیں۔ 1893ء میں آپ علیہ السلام نے اپنی کتاب ''آئینہ کمالات اسلام'' میں فرمایا:

''اب اگر کوئی سچ کا طالب ہے خواہ وہ ہندو ہے یا عیسائی یا آریہ یا یہودی یا برہمو یا کوئی اور ہے اس کے لیے یہ خوب موقع ہے جو میرے مقابل پر کھڑا ہو جائے۔ اگر وہ امور غیبیہ کے ظاہر ہونے اور دعاؤں کے قبول ہونے میں میرا مقابلہ کر سکا تو مَیں اللہ جلّ شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنی تمام جائیداد غیر منقولہ جو دس ہزار روپیہ کے قریب ہو گی اس کے حوالہ کر دوں گا جس طور سے اس کی تسلی ہو سکے اُس طور سے تاوان ادا کرنے میں اس کو تسلی دوں گا۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 349-350)

قتل خنزیر کا کام بھی آپؑ کے ہاتھوں: آپ علیہ السلام نے عیسائیت کے رد میں دلائل کے انبار لگا کر مہدی و مسیح کے بارے میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق جنگ لڑی۔ کسر صلیب اور قتل خنزیر کا فرض ادا کیا۔ فرماتے ہیں:

''مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔ سو میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اُترا ہوں اُن پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے۔ جن کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے میرے کام کے پورا کرنے کے لئے ہر ایک مستعد دل میں داخل کرے گا بلکہ کر رہا ہے اور اگر میں چُپ بھی رہوں اور میری قلم لکھنے سے رُکی بھی رہے تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اُترے ہیں اپنا کام بند نہیں کر سکتے اور اُن کے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کچلنے کے لئے دیے گئے ہیں۔''

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 11)

اور فرشتوں نے وہ کام کئی دفعہ کیا۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے تحریر فرمایا:

''میرا اصل کام کسر صلیب ہے سو اُس کے مرنے سے (ڈاکٹر الیگزینڈر ڈوئی۔۔۔ ناقل) ایک بڑا حصہ صلیب کا ٹوٹ گیا۔ کیونکہ وہ تمام دنیا سے اول درجہ پر حامی صلیب تھا جو پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میری دعا سے تمام مسلمان ہلاک ہو جائیں گے اور اسلام نابود ہو جائے گا اور خانہ کعبہ ویران ہو جائے گا۔ سو خدا تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر اُس کو ہلاک کیا۔ میں جانتا ہوں کہ اُس کی موت سے پیشگوئی قتل خنزیر والی بڑی صفائی سے پوری ہو گئی۔ کیونکہ ایسے شخص سے زیادہ خطرناک کون ہو سکتا ہے کہ جس نے جھوٹے طور پر پیغمبری کا دعویٰ کیا اور خنزیر کی طرح جھوٹ کی نجاست کھائی۔ اور جیسا کہ وہ خود لکھتا ہے اُس کے ساتھ ایک لاکھ کے قریب ایسے لوگ ہو گئے تھے جو بڑے مالدار تھے بلکہ سچ یہ ہے کہ مسیلمہ کذّاب اور اسود عنسی کا وجود اس کے مقابل پر کچھ بھی چیز نہ تھا۔ نہ اس کی طرح شہرت اُن کی تھی اور نہ اُس کی طرح کروڑ ہا روپیہ کے وہ مالک تھے۔ پس میں قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ وہی خنزیر تھا جس کے قتل کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ مسیح موعود کے ہاتھ پر مارا جائے گا۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 513)

انبیائے کرام تخم ریزی کرتے ہیں تدریجاً بڑھاتے چلے جانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ کون تصور کر سکتا تھا کہ ایک سو پندرہ سال بعد آپ کے بعد جاری ہونے والی خلافت کے پانچویں دور میں صیحون میں ایک عظیم الشان مسجد فتح عظیم تعمیر ہو گی جس کا افتتاح سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنفس نفیس امریکہ تشریف لا کر فرمائیں گے۔ ڈوئی کے شہر میں احمدؐ کے غلام کی جے کے فلک شگاف نعرے گونجے اور دوسری طرف ایم ٹی اے کے کارکن گلی محلوں میں لوگوں سے پوچھتے پھرے کیا آپ ڈوئی کو جانتے ہیں؟ تو جواب نفی میں ملا۔ امریکی میڈیا میں دعا کی جنگ یعنی مباہلہ کی گونج اور ہندی مسیح کی فتح کے شادیانے بجے۔ عیسائیت کا زور ٹوٹ گیا۔ چرچ بکنے لگے اور مساجد بننے لگیں۔

دور آخرین میں تیر و تلوار کی جگہ قلم سے اسلام پر حملے مقدر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلطان القلم بنایا۔ آپ نے ساری جنگیں چھوٹی سی بستی میں اپنے سادہ سے کمرے میں بیٹھ کر قلم کو دوات میں ڈبو کر لڑیں۔ صبح شام، دن رات، سردی گرمی، بیماری صحت، غمی خوشی ہر حال میں لکھا، ہر وقت لکھا۔ حتیٰ کہ کھانے پینے اور حوائج ضروریہ میں وقت لگانا بھی آپؑ کو دُکھتا تھا۔

آنحضور ﷺ کے خلاف دشنام طرازی کرنے والوں کو آپ ﷺ کی سیرت کا حسن دکھا کر خاموش کیا۔ آپ علیہ السلام کے رشحات قلم میں آنحضور ﷺ کا مقام و مرتبہ اتنے دل نشین انداز میں بیان فرمایا ہے کہ روح وجد میں آجاتی ہے۔ دنیا میں کہیں بھی ایسا شیریں بیان موجود نہیں۔ عشق کا عالم دیکھئے! فرماتے ہیں:

''اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلّت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو واللہ ثم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا۔ اور اس قدر کبھی دل نہ دُکھتا جو ان گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول کریمؐ سے کی گئی دُکھا۔''

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 52)

اُس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تُو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارتیں عطا فرمائی گئیں:

''اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا... دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا... دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے!''

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 66تا67)

ہم مسیح محمدی کے غلام گواہ ہیں کہ آپؑ نے کمال دیانتداری سے اپنا فرض ادا کیا اور ایسا سلسلہ قائم فرمایا جو حضرت رسول کریم ﷺ کے مشن کو آگے بڑھا رہا ہے۔ ہر سال خلیفۂ وقت بصد حمد و شکر جماعت کی ترقی کا سال بہ سال جائزہ پیش کرتے ہوئے اس عزم کو دہراتے ہیں کہ تمام دنیا کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا قائل کر کے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی میں لانا ہے اور اس کے لئے ہر قربانی کرنے کے لئے تیار رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو یہ مقام حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین اللّٰھم آمین

مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری برائے ریکارڈ

بنیادی مسائل کے جوابات

نمبر 44

سوال: قادیان سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ میری والدہ نے وفات سے قبل مجھے کہا تھا کہ ان کی وفات کے بعد میں انہیں غسل دوں۔ لیکن میری والدہ کی وفات کرونا سے ہوئی اس لئے انہیں غسل نہیں دیا جا سکا۔ جس کی وجہ سے مجھے بہت تکلیف ہے۔ اس بارہ میں رہنمائی فرمائیں کہ کیا میں نے درست کیا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مؤرخہ 19؍ ستمبر 2021ء میں اس سوال کے بارہ میں درج ذیل راہنمائی فرمائی۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: اصل بات یہ ہے کہ عام حالات میں عورت کی میت کو عورتیں اور مرد کی میت کو مرد ہی غسل دیتے ہیں۔ سوائے میاں بیوی کے کہ وہ ایک دوسرے کی میت کو غسل دے سکتے ہیں۔

اس لئے آپ نے بہت اچھا کیا کہ اپنی والدہ کی میت کو غسل نہیں دیا۔ اور ویسے بھی جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ ان کی وفات کرونا وائرس کی وجہ سے ہوئی تھی اس لئے طبی طور پر بھی آپ کو انہیں غسل دینے کی اجازت نہیں ملنی تھی۔ اس لئے آپ کو اس وجہ سے کسی قسم کی پریشانی میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی والدہ کے ساتھ رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے، آپ سب لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی نیکیوں اور دعاؤں کا وارث بنائے۔ آمین

سوال: جرمنی سے ایک دوست نے، قرض کا لین دین کرتے وقت گواہ ٹھہرانے کے بارہ میں سورۃ البقرہ کی آیت کی روشنی میں عورت کی گواہی کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے راہنمائی چاہی؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مؤرخہ 21؍ ستمبر 2021ء میں اس سوال کے بارہ میں درج ذیل ہدایات فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: مخالفین اسلام کی طرف سے اسلامی تعلیم پر جو بڑے بڑے اعتراضات کئے جاتے ہیں، ان میں سے ایک اعتراض یہ ہے کہ اسلام نے مرد کے مقابلہ پر عورت کی گواہی کو آدھا رکھ کر گویا عورت کو کمتر قرار دیا ہے۔ لیکن یہ اعتراض بھی دیگر اعتراضات کی طرح اسلامی تعلیمات کی حقیقت اور اس کی روح کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بلا وجہ گھڑا گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم نے کسی جگہ یہ نہیں فرمایا کہ مرد کے مقابلہ پر عورت کی گواہی نصف ہے۔ بلکہ اگر قرآن کریم پر غور کیا جائے تو جن امور کا عورت سے براہ راست تعلق ہے، ان میں جس طرح مرد کی گواہی کو قبول کیا گیا ہے اسی طرح عورت کی گواہی کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ چنانچہ سورۃ النور میں میاں بیوی کے درمیان لعان کی صورت میں جو گواہی کا طریق بیان کیا گیا ہے اس میں عورت اور مرد دونوں کی گواہی اور قسم میں کوئی فرق نہیں رکھا گیا بلکہ دونوں کا بالکل ایک ہی نتیجہ نکالا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِيۡنَ يَرۡمُوۡنَ اَزۡوَاجَهُمۡ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهُمۡ شُهَدَآءُ اِلَّاۤ اَنۡفُسُهُمۡ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمۡ اَرۡبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ﴿۷﴾ وَالۡخَامِسَةُ اَنَّ لَعۡنَتَ اللّٰهِ عَلَيۡهِ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ ﴿۸﴾ وَيَدۡرَؤُا عَنۡهَا الۡعَذَابَ اَنۡ تَشۡهَدَ اَرۡبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ ﴿۹﴾ وَالۡخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيۡهَاۤ اِنۡ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ﴿۱۰﴾

(النور: 7 تا 10)

ترجمہ: اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں اور ان کے پاس سوائے اپنے وجود کے اور کوئی گواہ نہیں ہوتا تو ان میں سے ہر شخص کو ایسی گواہی دینی چاہیئے جو اللہ کی قسم کھا کر چار گواہیوں پر مشتمل ہو اور (ہر گواہی میں) وہ یہ کہے کہ وہ راست بازوں میں سے ہے۔ اور پانچویں (گواہی) میں (کہے) کہ اس پر خدا کی لعنت ہو، اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو۔ اور اس بیوی سے (جس پر اس کا خاوند الزام لگائے) اس کا اللہ کی قسم کھا کر چار گواہیاں دینا کہ وہ (خاوند) جھوٹا ہے عذاب دور کر دے گا۔ اور پانچویں (قسم) اس طرح (کھائے) کہ اللہ کا غضب اس (عورت) پر نازل ہو اگر وہ (الزام لگانے والا خاوند) سچا ہے۔

اسی طرح حدیث میں بھی آتا ہے کہ حضور ﷺ نے صرف ایک عورت کی گواہی پر کہ اس نے ایک شادی شدہ جوڑے میں سے لڑکے اور لڑکی دونوں کو دودھ پلایا تھا، ان دونوں کے درمیان علیحدگی کروا دی۔ چنانچہ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابو اہاب بن عزیز کی لڑکی سے نکاح کیا اس کے بعد ایک عورت نے آکر بیان کیا کہ میں نے عقبہ کو اور اس عورت کو جس سے عقبہ نے نکاح کیا ہے دودھ پلایا ہے (پس یہ دونوں رضائی بہن بھائی ہیں، ان میں نکاح درست نہیں) عقبہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ تو نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ تو نے (اس سے) پہلے کبھی اس بات کی اطلاع دی ہے۔ پھر عقبہ سواری پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ گئے اور آپ سے (یہ مسئلہ) پوچھا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اب جبکہ یہ بات کہہ دی گئی ہے تم کس طرح اسے اپنے نکاح میں رکھ سکتے ہو۔ پس عقبہ نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔ اور اس نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا۔

(صحیح بخاری کتاب العلم بَاب الرِّحْلَةِ فِي الْمَسْأَلَةِ النَّازِلَةِ وَتَعْلِيمِ أَهْلِهِ)

جہاں تک قرض کے لین دین میں مرد اور عورت کی گواہی کا تعلق ہے تو عموماً ایسے معاملات کا چونکہ مردوں سے تعلق ہوتا ہے اور عورتوں سے براہ راست تعلق نہیں ہوتا، اس لئے ہدایت فرمائی کہ اگر ان معاملات میں گواہی کیلئے مقررہ مرد میسر نہ ہوں تو ایک مرد کے ساتھ دو عورتوں کو رکھا جائے کہ اگر گواہی دینے والی عورت اپنی گواہی بھول جائے تو دوسری عورت اسے یاد دلا دے۔

گویا اس میں بھی گواہی ایک عورت کی ہی ہے، صرف اس کے ان معاملات سے عموماً تعلق نہ ہونے کی وجہ سے اس کے بھول جانے کے اندیشہ کے پیش نظر احتیاطاً دوسری عورت اس کی مدد کیلئے اور اسے بات یاد کرانے کیلئے رکھ دی گئی ہے۔ قرآن کریم کا منطوق بھی اسی مفہوم کی تائید فرما رہا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا تَدَايَنۡتُمۡ بِدَيۡنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى۔۔۔ وَاسۡتَشۡهِدُوۡا شَهِيۡدَيۡنِ مِنۡ رِّجَالِكُمۡ ۚ فَاِنۡ لَّمۡ يَكُوۡنَا رَجُلَيۡنِ فَرَجُلٌ وَّامۡرَاَتٰنِ مِمَّنۡ تَرۡضَوۡنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنۡ تَضِلَّ اِحۡدٰٮهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحۡدٰٮهُمَا الۡاُخۡرٰى (البقرہ: 283) یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم ایک معیّن مدت تک کے لئے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔۔۔ اور اپنے مردوں میں سے دو کو گواہ ٹھہرا لیا کرو۔ اور اگر دو مرد میسر نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (ایسے) گواہوں میں سے جن پر تم راضی ہو۔ (یہ) اس لئے (ہے) کہ ان دو عورتوں میں سے اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد کروا دے۔

پس قرض کے لین دین کے معاملات میں بھی عورت ہو یا مرد، دونوں کی گواہی کی حیثیت اور اہمیت برابر ہی ہے لیکن چونکہ مالی لین دین کے معاملات کا تعلق عموماً عورتوں سے نہیں ہوتا اس لئے گواہی دینے والی عورت کی مدد کیلئے کہ اگر وہ اس لین دین کی تفصیل بھول جائے تو اسے یہ معاملہ یاد کروانے کیلئے ایک دوسری عورت کو بھی ساتھ رکھنے کی تاکید فرما دی تا کہ کسی گواہ کے بھول جانے سے لین دین کرنے والے فریقین میں سے کسی کی حق تلفی نہ ہو سکے۔

سوال: سیریا کے ایک دوست نے شیئرز اور سٹاک مارکیٹ وغیرہ کے کاروبار میں سودی عناصر کے پائے جانے اور اس بارہ میں اپنی ریسرچ پیش کرنے کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خدمت میں تحریر کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مؤرخہ 28؍ ستمبر 2021ء میں اس مسئلہ کے بارہ میں درج ذیل ہدایات فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: علمی تحقیق کرنا تو بہت اچھی بات ہے، آپ ضرور اس بارہ میں تحقیق کر کے اپنی رپورٹ مجھے بھجوائیں۔ باقی جہاں تک موجودہ زمانہ میں مختلف قسم کے کاروباروں میں سودی عناصر کے پائے جانے کا تعلق ہے تو اس بات کو سمجھنے کیلئے اس زمانہ کے حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حسب ذیل ارشاد بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

اب اس ملک میں اکثر مسائل زیر وزبر ہو گئے ہیں۔ کل تجارتوں میں ایک نہ ایک حصہ سود کا موجود ہے۔ اس لئے اس وقت نئے اجتہاد کی ضرورت ہے۔

(البدر نمبر 41 و 42 جلد 3، مؤرخہ یکم و 8؍ نومبر 1904ء صفحہ 8)

پھر ایک جگہ سود کی تعریف بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

شرع میں سُود کی یہ تعریف ہے کہ ایک شخص اپنے فائدے کیلئے دوسرے کو روپیہ قرض دیتا ہے اور فائدہ مقرر کرتا ہے یہ تعریف جہاں صادق آوے گی وہ سود کہلاوے گا۔ لیکن جس نے روپیہ لیا ہے اگر وہ وعدہ وعید تو کچھ نہیں کرتا اور اپنی طرف سے زیادہ دیتا ہے تو وہ سود سے باہر ہے۔ چنانچہ انبیاء ہمیشہ شرائط کی رعایت رکھتے آئے ہیں۔ اگر بادشاہ کچھ روپیہ لیتا ہے اور وہ اپنی طرف سے زیادہ دیتا ہے اور دینے والا اس نیت سے نہیں دیتا کہ سود ہے تو وہ بھی سود میں داخل نہیں ہے وہ بادشاہ کی طرف سے احسان ہے۔ پیغمبر خدا نے کسی سے ایسا قرضہ نہیں لیا کہ ادائیگی کے وقت اُسے کچھ نہ کچھ ضرور زیادہ (نہ) دیدیا ہو۔ یہ

خیال رہنا چاہئے کہ اپنی خواہش کے برخلاف جو زیادہ ملتا ہے وہ سُود میں داخل نہیں ہے۔

(البدر نمبر 10 جلد 2 مؤرخہ 27؍ مارچ 1903ء صفحہ 75)

پس اسلام نے جس سود سے منع فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ انسان کسی کو اس نیت کے ساتھ قرض دے کہ اسے اس قرض میں دی جانے والی رقم پر زائد رقم ملے۔ لیکن اگر قرض لینے والا اپنی طرف سے کچھ زائد دے تو وہ سود میں شامل نہیں ہے۔

علاوہ ازیں موجودہ زمانہ میں بینکنگ سسٹم تقریباً ہر دنیاوی کاروبار کا لازمی جزو ہے اور دنیا کے اکثر بینکوں کے نظام میں کسی نہ کسی طرح سود کا عنصر موجود ہوتا ہے، جو ان کاروباروں کا بھی حصہ بنتا ہے۔ اسی لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کل تجارتوں میں ایک نہ ایک حصہ سود کا موجود ہے۔ اس لئے اس وقت نئے اجتہاد کی ضرورت ہے۔

ان حالات میں اگر انسان بہت زیادہ وہم میں پڑا رہے تو اس کا زندگی گزارنا ہی دوبھر ہو جائے گا۔ کیونکہ عام زندگی میں جو لباس ہم پہنتے ہیں، ان کپڑوں کا کاروبار کرنے والی کمپنیوں میں بھی کہیں نہ کہیں سودی پیسہ لگا ہوگا۔ جو بریڈ ہم کھاتے ہیں، اس کے کاروبار میں بھی کہیں نہ کہیں سودی پیسہ کی آمیزش ہو گی۔ اگر انسان ان تمام دنیاوی ضرورتوں کو چھوڑ چھاڑ کر اپنے گھر میں ہی بیٹھنا چاہے جو بظاہر ناممکن ہے پھر بھی وہ مکان جس اینٹ، ریت اور سیمنٹ سے بنا ہے، ان چیزوں کو بنانے والی کمپنیوں کے کاروبار میں بھی کہیں نہ کہیں سودی کاروبار یا سود کے پیسہ کی ملونی ہو گی۔

پس بہت زیادہ مین میکھ نکال کر اور وہم میں پڑ کر اپنے لئے بلاوجہ مشکلات پیدا نہیں کرنی چاہئیں۔ حدیث میں بھی آتا ہے، حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں۔ أَنَّ قَوْمًا قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ قَوْمًا يَأْتُونَنَا بِاللَّحْمِ لَا نَدْرِي أَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا اللّٰهَ عَلَيْهِ وَكُلُوهُ۔ (صحیح بخاری کتاب البیوع) یعنی کچھ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایک جماعت ہمارے پاس گوشت لے کر آتی ہے، ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے (اسے ذبح کرتے وقت) اس پر اللہ کا نام لیا ہوتا ہے یا نہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس گوشت پر اللہ کا نام (بسم اللہ) پڑھ لیا کرو اور اسے کھالیا کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ کیا ہندوؤں کے ہاتھ کا کھانا درست ہے؟

فرمایا: شریعت نے اس کو مباح رکھا ہے۔ ایسی پابندیوں پر شریعت نے زور نہیں دیا بلکہ شریعت نے تو قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا پر زور دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ آرمینیوں کے ہاتھ کی بنی ہوئی چیزیں کھا لیتے تھے اور بغیر اس کے گذارہ بھی تو نہیں ہوتا۔

(الحکم نمبر 19 جلد 8، مؤرخہ 10؍ جون 1904ء صفحہ 3)

اسی طرح حضرت منشی محمد حسین صاحب کلرک دفتر سرکاری وکیل لاہور کے نام اپنے ایک مکتوب مؤرخہ 25؍ نومبر 1903ء میں حضور علیہ السلام نے تحریر فرمایا:

آپ اپنے گھر میں سمجھا دیں کہ اس طرح شک وشبہ میں پڑنا بہت منع ہے۔ شیطان کا کام ہے، جو ایسے وسوسے ڈالتا ہے۔ ہرگز وسوسہ میں نہیں پڑنا چاہئے۔ گناہ ہے اور یاد رہے کہ شک کے ساتھ غسل واجب نہیں ہوتا۔ اور نہ صرف شک سے کوئی چیز پلید ہوسکتی ہے۔ ایسی حالت میں بیشک نماز پڑھنا چاہئے۔ اور میں ان شاء اللہ دعا بھی کروں گا۔ آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب وہمیوں کی طرح ہر وقت کپڑا صاف نہیں کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ اگر کپڑا پر منی گرتی تھی تو ہم اس منی خشک شدہ کو صرف جھاڑ دیتے تھے۔ کپڑا نہیں دھوتے تھے۔ اور ایسے کنواں سے پانی پیتے تھے جس میں حیض کے لتّے پڑتے تھے۔ ظاہری پاکیزگی سے معمولی حالت پر کفایت کرتے تھے۔ عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سؤر کی چربی اس میں پڑتی ہے۔ اصول یہ تھا کہ جب تک یقین نہ ہو ہر یک چیز پاک ہے۔ محض شک سے کوئی چیز پلید نہیں ہوتی۔

(اخبار الفضل قادیان دارالامان نمبر 66 جلد 11 مؤرخہ 22؍ فروری 1924ء صفحہ 9)

پس انسان کو وہموں اور شک وشبہ میں مبتلا ہوئے بغیر تقویٰ سے کام لیتے ہوئے اپنے معاملات اور دنیاوی امور کو بجا لانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور جہاں براہ راست کسی ممنوع کام میں پڑنے کا امکان ہو یا کسی چیز کی حرمت واضح طور پر نظر آتی ہو اس سے بہرصورت اجتناب کرنا چاہئے۔ چنانچہ اس بارہ میں حضور ﷺ کی ایک اور حدیث ہماری بہترین راہنمائی کرتی ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ مَا خُيِّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَأْثَمْ فَإِذَا كَانَ الْإِثْمُ كَانَ أَبْعَدَهُمَا مِنْهُ وَاللّٰهِ مَا انْتَقَمَ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ يُؤْتَى إِلَيْهِ قَطُّ حَتَّى تُنْتَهَكَ حُرُمَاتُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ۔

(صحیح بخاری کتاب الحدود)

یعنی نبی کریم ﷺ کو جب بھی دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ نے ان میں سے آسان صورت کو اختیار کیا جب تک کہ وہ گناہ کی بات نہ ہو۔ اگر وہ گناہ کی بات ہوتی تو آپ اس سے بہت زیادہ دور رہتے۔ اللہ کی قسم آپ نے کبھی اپنے لئے کسی سے انتقام نہیں لیا، جب تک محرمات الٰہیہ کی خلاف ورزی نہ ہو اور جب اس کی خلاف ورزی کی ہو تو آپ اللہ کیلئے انتقام لیتے۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بھی آتا ہے کہ ایک موقعہ پر امریکہ اور یورپ کی حیرت انگیز ایجادات کا ذکر ہوا۔ اسی میں یہ ذکر بھی آیا کہ دودھ اور شوربا وغیرہ جو کہ ٹینوں میں بند ہو کر ولایت سے آتا ہے بہت ہی نفیس اور ستھرا ہوتا ہے اور ایک خوبی ان میں یہ ہوتی ہے کہ ان کو بالکل ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔ دودھ تک بھی بذریعہ مشین دوہا جاتا ہے۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

چونکہ نصاریٰ اس وقت ایک ایسی قوم ہو گئی ہے جس نے دین کی حدود اور اس کے حلال وحرام کی کوئی پرواہ نہیں رکھی اور کثرت سے سؤر کا گوشت اُن میں استعمال ہوتا ہے اور جو ذبح کرتے ہیں اس پر بھی خدا کا نام ہرگز نہیں لیتے بلکہ جھٹکے کی طرح جانوروں کے سر جیسا کہ سنا گیا ہے علیحدہ کر دیئے جاتے ہیں۔ اس لئے شبہ پڑ سکتا ہے کہ بسکٹ اور دودھ وغیرہ جو اُن کے کارخانوں کے بنے ہوئے ہوں اُن میں سؤر کی چربی اور سؤر کے دودھ کی آمیزش ہو۔ اس لئے ہمارے نزدیک ولایتی بسکٹ اور اس قسم کے دودھ اور شوربے وغیرہ استعمال کرنے بالکل خلاف تقویٰ اور ناجائز ہیں۔ جس حالت میں کہ سؤر کے پالنے اور کھانے کا عام رواج ان لوگوں میں ولایت میں ہے تو ہم کیسے سمجھ سکتے ہیں کہ دوسری اشیائے خوردنی جو کہ یہ لوگ طیار کر کے ارسال کرتے ہیں ان میں کوئی نہ کوئی حصہ اس کا نہ ہوتا ہو۔

اس پر ابوسعید صاحب المعروف عرب صاحب تاجر برنج رنگون نے ایک واقعہ حضرت اقدس کی خدمت میں یوں عرض کیا کہ رنگون میں بسکٹ اور ڈبل روٹی بنانے کا ایک کارخانہ انگریزوں کا تھا۔ وہ ایک مسلمان تاجر نے قریب ڈیڑھ لاکھ روپے کے خرید لیا۔ جب اس نے حساب وکتاب کی کتابوں کو پڑتال کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سؤر کی چربی بھی اس کارخانہ میں خریدی جاتی رہی ہے۔ دریافت پر کارخانہ والوں نے بتایا کہ ہم اُسے بسکٹ وغیرہ میں استعمال کرتے ہیں کیونکہ اس کے بغیر یہ چیزیں لذیذ نہیں ہوتیں اور ولایت میں بھی یہ چربی ان چیزوں میں ڈالی جاتی ہے۔

اس واقعہ کے سننے سے ناظرین کو معلوم ہوسکتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال کس قدر تقویٰ اور باریک بینی پر تھا۔ لیکن چونکہ ہم میں سے بعض ایسے بھی تھے جن کو اکثر سفر کا اتفاق ہوا ہے اور بعض بھائی افریقہ وغیرہ دور دراز مصار وبلاد میں ابتک موجود ہیں جن کو اس قسم کے دودھ اور بسکٹ وغیرہ کی ضرورت پیش آسکتی ہے اس لئے اُن کو بھی مدنظر رکھ کر دوبارہ اس مسئلہ کی نسبت دریافت کیا گیا۔ اور نیز اہل ہنود کے کھانے کی نسبت عرض کیا گیا کہ یہ لوگ بھی اشیاء کو بہت غلیظ رکھتے ہیں اور ان کی کڑاہیوں کو اکثر کتے چاٹ جاتے ہیں۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:

ہمارے نزدیک نصاریٰ کا وہ طعام حلال ہے جس میں شبہ نہ ہو اور از روئے قرآن مجید کے وہ حرام نہ ہو۔ ورنہ اس کے یہی معنی ہوں گے کہ بعض اشیاء کو حرام جان کر گھر میں تو نہ کھایا مگر باہر نصاریٰ کے ہاتھ سے کھا لیا اور نصاریٰ پر ہی کیا منحصر ہے اگر ایک مسلمان بھی مشکوک الحال ہو تو اس کا کھانا بھی نہیں کھا سکتے مثلاً ایک مسلمان دیوانہ ہے اور اسے حرام وحلال کی خبر نہیں ہے تو ایسی صورت میں اس کے طعام یا طیار کردہ چیزوں پر کیا اعتبار ہوسکتا ہے۔ اسی لئے ہم گھر میں ولایتی بسکٹ استعمال نہیں کرنے دیتے بلکہ ہندوستان کی ہندو کمپنی کے منگوایا کرتے ہیں۔

عیسائیوں کی نسبت ہندوؤں کی حالت اضطراری ہے کیونکہ یہ کثرت سے ہم لوگوں میں مل جل گئے ہیں اور ہر جگہ انہیں کی دوکانیں ہوتی ہیں۔ اگر مسلمانوں کی دوکانیں موجود ہوں۔ اور سب شئے وہاں ہی سے مل جاوے تو پھر البتّہ ان سے خوردنی اشیاء نہ خریدنی چاہئیں۔

(البدر نمبر 27 جلد 3 مؤرخہ 16؍ جولائی 1904ء صفحہ 3)

پس خلاصہ کلام یہ کہ انسان کو نہ تو بہت زیادہ وہموں میں پڑ کر جائز اشیاء کے استعمال سے بلاوجہ کنارہ کشی کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی غیر محتاط انداز اختیار کر کے ہر جائز وناجائز چیز کو استعمال کرنے کی کوشش کرنی چاہئے بلکہ ایک مناسب اور محتاط حد تک معاملات کی تحقیق کر کے اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

سید حسن طاہر بخاری۔ مبلغ سلسلہ جرمنی

دفتر اطفال وقف جدید

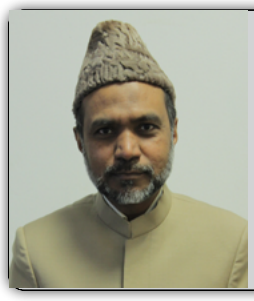

حضرت مصلح موعودؓ نے الٰہی حکم سے اپنی زندگی میں جماعت کی تعلیم و تربیت اور ترقی کیلئے جو آخری بابرکت تحریک جاری فرمائی وہ وقف جدید کے نام سے موسوم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس تحریک کو کامیاب کرنے کیلئے غیرمعمولی جوش اور ولولہ بھی آپ کے دل میں پیدا کیا جس کا اظہار آپ کے خطبات اور خطابات میں ہوتا رہا۔ چونکہ یہ تحریک اللہ تعالیٰ کے اذن و ارادہ سے ظہور پذیر ہوئی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے بعد میں آنے والے خلفاء کے دلوں میں اس تحریک کی برکات و فوائد اور اس کے عالمی اثرات القاء اور اس تحریک کے حقیقی مقاصد کو کماحقہ حاصل کرنے کیلئے کئی در ان پر وا کئے۔ انہی میں سے ایک ''دفتر اطفال'' کا قیام ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جنہیں حضرت مصلح موعودؓ نے پہلا ناظم وقف جدید مقرر فرمایا اور اس بابرکت تحریک کے مقاصد اور منصوبوں سے براہ راست آپ کو آگاہ فرماتے رہے، اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 4؍ جنوری 1991ء بمقام مسجد فضل لندن میں فرماتے ہیں:۔

''بچوں کے متعلق تو شروع سے ہی یہ تحریک بہت زور دے رہی ہے اور حضرت مصلح موعودؓ نے اس طرف بہت توجہ دلائی کہ زیادہ سے زیادہ بچوں کو اس میں شامل کرنا چاہئے۔''

البتہ وقف جدید میں ''دفتر اطفال'' کا باقاعدہ اجراء حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی زبان مبارک سے ان پُرشوکت الفاظ سے ہوا:

''آج احمدی بچوں (لڑکوں اور لڑکیوں) سے اپیل کرتا ہوں کہ اے خدا اور اس کے رسول کے بچو! اٹھو اور آگے بڑھو اور تمہارے بڑوں کی غفلت کے نتیجہ میں وقف جدید کے کام میں جو رخنہ پڑ گیا ہے اسے پُر کر دو اور اس کمزوری کو دور کر دو جو اس تحریک کے کام میں واقع ہوگئی ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7؍ اکتوبر 1966ء مسجد مبارک ربوہ)

جس طرح کم عمر صحابہ کرامؓ نے رسول اکرم ﷺ کی جہاد کی تحریک پر والہانہ لبیک کہا اور کبھی کُشتی کا مقابلہ کرکے اور کبھی پنجوں کے بل کھڑے ہوکر اپنی اہلیت اور استطاعت ثابت کی اور پھر میدان جہاد میں وہ کار ہائے نمایاں سرانجام دیے کہ قیامت تک بڑے بڑے سورما بھی ان پر رشک کرتے رہیں گے، اسی طرح اطفال الاحمدیہ نے بھی خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہا اور کیا افریقہ اور ایشیا کے غریب بچے اور کیا امریکہ و یورپ کے امیر گھرانوں کے چشم و چراغ، بہت سوں نے اپنی ساری جمع پونجی، اپنی عیدیاں، اپنے انعامات اور اپنے جیب خرچ اس مالی جہاد میں پیش کر دیے۔ اس کے باوجود ہم حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی اصل خواہش سے ابھی کوسوں دور ہیں۔ اُسی خطبہ میں آپ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ:۔

''اگر خدا تعالیٰ احمدی بچوں کو توفیق دے تو جماعت احمدیہ کے بچے وقف جدید کا سارا بوجھ اٹھا لیں۔''

پھر 22؍ اکتوبر 1966ء کو لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

''جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے کہ میرے دل میں شدید تڑپ پائی جاتی ہے اس بات کی کہ ہمارے احمدی بچے لڑکے اور لڑکیاں مل کر وقف جدید کے مالی بوجھ کو اپنے کندھوں پر اٹھائیں اور دنیا کو بتائیں کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں چھوٹے مسلمان بچوں نے باوجود چھوٹی عمر ہونے کے میدان جہاد میں حصہ لیا۔ جب کافروں نے تلوار سے مسلمانوں کو اور اسلام کو مٹانا چاہا تو وہ بچے تلوار لے کر میدان میں کود پڑے اور انہوں نے اپنی جانیں خدا تعالیٰ کے حضور پیش کر دیں۔ تو اب جبکہ تلوار کے جہاد کا زمانہ نہیں بلکہ قلم اور تقریر کے جہاد کا زمانہ ہے اور مخالف اپنے وعظوں میں اور اپنی تقاریر میں اور اپنی تحریروں میں اسلام پر ہر ناجائز اور ہر کمینہ حملہ کر رہا ہے ہم (احمدی بچے) بھی پیچھے نہیں رہے۔ بلکہ اس جہاد میں اپنے بڑوں کے ساتھ حصہ لے رہے ہیں۔ اس وقت ہم ہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کھڑا کیا ہے اور کہا ہے کہ تم اٹھو اور دنیا کا مقابلہ کرو اور اسلام کو دنیا میں دوبارہ غالب کرو۔

غرض ہمارے بچوں کو یہ ثابت کرنا چاہئے کہ جس طرح ہمارے پہلوں نے اپنا سب کچھ خدا اور اس کے رسول کے قدموں میں نچھاور کر دیا اسی طرح ہم بچے بھی اپنا سب کچھ خدا اور اس کے رسول کے قدموں میں نچھاور کرنے کیلئے تیار ہیں۔ ہم رسول کریم ﷺ کے زمانہ کے بچوں سے پیچھے نہیں رہے۔ ہم اپنا سب کچھ (جب بھی مطالبہ کیا جائے) خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔''

اعلاء کلمۃ اللہ، جماعت کی مضبوطی، اس کی تربیت اور تعلیم کے نظام کو محکم کرنے کے لئے بچوں کی اس مالی جہاد میں بھرپور شمولیت کی حکمت و برکات بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 7؍ اکتوبر 1966ء مسجد مبارک ربوہ میں فرمایا:

''جس طرح آنحضرت ﷺ نے بچوں کو نماز کی عادت ڈالنے کے لئے ان کی نماز کی بلوغت سے پہلے نماز پڑھانے کی ہمیں تلقین کی ہے اسی طرح ان مالی قربانیوں کے لئے جو فرض کے طور پر ایک احمدی پر عائد ہوتی ہیں، اس فرض کے عائد ہونے سے پہلے ہمارے بچوں کی تربیت ہو جائے گی اور جب وہ فرض ان پر عائد ہو گا تو وہ خوشی اور بشاشت سے مالی جہاد میں شامل ہوں گے اور اس فرض کے ادا کرنے میں وہ کوئی کمزوری نہ دکھائیں گے کیونکہ ان کی طبیعتوں میں بچپن سے ہی یہ بات راسخ ہو چکی ہو گی کہ جہاں ہم نے خدا اور رسول کے لئے دوسری قربانیاں کرنی ہیں وہاں ہم نے خدا اور اس کے رسول کے لئے مالی قربانیاں بھی دینی ہیں۔۔۔ ان کی تربیت ہو گی اس طرح ہم ان کے ذہن میں یہ بات بھی راسخ کر رہے ہوں گے کہ جب خدا تعالیٰ کسی کو مال دیتا ہے تو وہ مال جو اس کی عطا ہے۔ بشاشت سے اسی کی طرف لوٹا دینا اور اس کے بدلہ میں ثواب اور اس کی رضا حاصل کرنا اس سے زیادہ اچھا سودا دنیا میں اور کوئی نہیں۔''

وقف جدید وہ واحد الٰہی تحریک ہے جس میں ''دفتر اطفال'' قائم ہے۔ اس لئے اطفال الاحمدیہ کا فرض ہے کہ وہ اس مالی جہاد کو اولیت دیں اور مقدم رکھیں تا کہ وہ جلد از جلد اس قابل ہو جائیں کہ خدا تعالیٰ کے خلفاء کی خواہش کے مطابق وقف جدید کا سارا بوجھ ان کے مضبوط کندھے اٹھا لیں۔ جس کے عظیم الشان مقاصد میں اس دور کے روحانی جہاد کیلئے بچوں کو تیار کرنا، پہلے دن سے ہی خدمت دین و خدمت انسانیت کا جذبہ ان کے ننھے منے دلوں میں راسخ کرنا، دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی تربیت دینا اور خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرتے ہوئے اخروی زندگی میں اعلیٰ مراتب حاصل کرنا ہے۔ بچے دراصل کسی بھی قوم اور معاشرے کی بنیاد ہوتے ہیں۔ بچوں کی اعلیٰ تعلیم و تربیت اس قوم کے مقاصد عالیہ و ارفع کے حصول کی کلید ہوتی ہے۔ زندہ جاوید قومیں اپنی آئندہ نسلوں کی تعلیم و تربیت کو اپنی قومی زندگی میں بلند اور اہم مقام دیتی ہیں۔ یہ بچے ہمارے پاس خدا کی امانت ہیں۔ اور جب تک ان کا اپنے خالق و مالک کے ساتھ زندہ تعلق قائم نہیں ہو جاتا وہ اپنی تخلیق کے حقیقی مقصد کو حاصل کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں اور نہ ہم اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ اسی لئے خدا تعالیٰ کے خلفاء اس آخری روحانی جہاد کی اس عظیم فوج کی تعلیم و تربیت کی طرف ہماری توجہ مبذول کراتے آئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 25؍ دسمبر 1987ء میں فرمایا:

''اور آخری بات یہ ہے کہ اپنے بچوں کو زیادہ سے زیادہ شامل کریں اور ان کے ذریعہ چندے دلوائیں۔ میرے پیش نظر صرف روپیہ نہیں ہے بلکہ جس مقصد کی خاطر روپیہ حاصل کیا جاتا ہے وہ مقصد بہر حال اولیت رکھتا ہے یعنی تربیت اور اللہ سے تعلق۔ چندہ دینے والے کا سب سے بڑا پھل، سب سے بڑا اجر اس دنیا میں یہ ہے کہ وہ خدا کے قریب ہو جاتا ہے اور جو بچوں سے چندے دلوائے جاتے ہیں ان کے اوپر اس قربت کا اثر ساری زندگی رہتا ہے بچپن کی نیکی ایسی چھاپ ہے جو ان کے بڑھنے کے ساتھ خود ہی بڑھتی رہتی ہے اس کا نقش مٹنے کی بجائے اور زیادہ زندگی میں گہرا ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے اپنے بچوں کو باشعور طور پر وقف جدید میں شامل کریں یعنی وہ بچے جو باشعور طور پر داخل ہو سکتے ہیں ورنہ تو پہلے دن کے بچے کو بھی مائیں شامل کر دیتی ہیں۔ بعض مائیں تو پیدا ہونے والے بچے کو بھی شامل کر دیتی ہیں جو ان کے پیٹ میں ہے اور وعدے لکھوا دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس روح کو اور بڑھائے لیکن جو باشعور بچے ہیں ان کے ہاتھ سے دلوانا انکی تعداد میں اضافہ کرنا آپ کیلئے دوہرے اجر کا موجب بنے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔''

بچوں کو انکی عمر کے اعتبار سے دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ سات سال سے کم عمر بچے، بچیاں اور سات سے پندرہ سال کے لڑکے، لڑکیاں جو اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ کا حصہ ہوتے ہیں۔ عام طور پر والدین چھوٹے بچوں کی طرف سے خود ہی چندہ ادا کر دیتے ہیں اس خیال سے کہ بچے کو کیا سمجھ کہ وقف جدید کیا ہے؟ اور چندہ کیوں دینا ہے؟ یہ سوچ صحیح نہیں اور نہ ہی طریقہ درست ہے۔ اسی طرح یہ طرز عمل بچوں کی روحانی تربیت، جو کہ اس تحریک کا اصل مطمع نظر ہے، کے بنیادی اصولوں کے بھی خلاف ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 30؍ جون 1967ء بمقام مسجد مبارک ربوہ، اسی امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''وقف جدید کی اہمیت ان پر واضح کی جائے اور احمدی بچے کی

جوشان ہے اور اللہ تعالیٰ اسے جس مقام پر دیکھنا چاہتا ہے وہ شان اور وہ مقام اسے اچھی طرح سمجھایا جائے۔ اس زبان میں جس زبان میں کہ بچہ سمجھ سکتا ہے۔ چھوٹے سے چھوٹا بچہ بھی اگر اس کی زبان میں بات کی جائے تو بڑی گہری باتوں کو بھی سمجھنے کے قابل ہوتا ہے۔شرط صرف یہ ہے کہ اس کی زبان میں بات کی جائے۔سادہ طریقہ سے اس کو سمجھایا جائے تو وہ سمجھ سکتا ہے بلکہ بعض بوڑھوں سے بعض دفعہ بعض بچے زیادہ جلدی سمجھ جاتے ہیں اور زیادہ شوق سے اپنی ذمہ داری کو نباہنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن نہ مائیں اس طرف متوجہ ہیں اور نہ باپوں کو کچھ خیال ہے کہ ہم اپنی ذمہ داری کو نبھائیں۔‘‘

جبکہ بڑے بچوں کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 6؍ جنوری 1989ء بمقام مسجد فضل لندن میں یہ نصیحت فرمائی کہ:

’’نسبتاً بڑے بچوں کو یہ عادت ڈالیں کہ وہ اپنے ہاتھ سے پیش کریں اور اپنے جیب خرچ میں سے پیش کریں تو پھر اس کا بہت فائدہ پہنچے گا اور روحانی لحاظ سے ان بچوں کے دل میں ہمیشہ کیلئے ایک عزم پیدا ہو جائے گا ایک خواہش پیدا ہو جائے گی کہ ہم دینی خدمات میں حصہ لیتے رہیں۔ ایک بیج بویا جائے گا جسے خدا تعالیٰ پھر بڑھائے گا تو اس پہلو سے اس طرف بہت توجہ دینی چاہیے۔‘‘

بہرحال بچوں کی اس انداز میں تعلیم و تربیت والدین کا اور خصوصاً ماؤں کا اولین فرض ہے۔ اور یہی وہ سنہری گُر ہے جس سے ہمارے گھر اور احمدی معاشرہ جنت نظیر معاشرہ بنے گا۔اسی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 22؍ اکتوبر 1966ء کو لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’اگر آپ اپنے بچوں کو اس قسم کی تربیت دے دیں گی تو ایک طرف جماعت کی ضرورتیں پوری ہو جائیں گی اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی مزید رحمتوں اور فضلوں اور برکتوں کی آپ وارث ہوں گی۔ پھر ان بچوں کی دینی لحاظ سے بھی اچھی تربیت ہو جائے گی۔ یہ بچے اس دنیا میں آپ کے لئے ایک ایسی زمین اور ایسا آسمان پیدا کریں گے کہ جن میں جب آپ زندگی گزاریں گی تو آپ کہہ سکیں گی کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے سچ کہا ہے کہ اگر تم چاہو تو ایسی زندگی گزار سکتی ہو کہ تمہارے قدم ہمیشہ جنت میں رہیں وہ جہنم کی طرف بڑھنے والے نہ ہوں۔‘‘

وہ ماں باپ جو بدقسمتی سے اپنے بچوں کی اس رنگ میں تربیت سے غافل ہیں انہیں جھنجھوڑتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 30؍ جون 1967ء بمقام مسجد مبارک ربوہ فرمایا:

’’کیا آپ اس بات کو پسند کریں گی اے احمدی بہنو! اور کیا آپ اس بات کو پسند کریں گے اے احمدی بھائیو! کہ آپ کو تو خدا کی رضا کی جنت نصیب ہو جائے۔ لیکن آپ کے بچے اس جنت کے دروازے سے دھتکارے جائیں اور دوزخ کی طرف ان کو بھیج دیا جائے۔ یقیناً آپ میں سے کوئی بھی اس بات کو پسند نہیں کرے گا۔ جب آپ ان چیزوں کو پسند نہیں کرتے تو پھر آپ ان ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کیوں نہیں ہوتے۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور بچوں کے دلوں میں دین کی راہ میں قربانیاں دینے کا شوق پیدا کریں۔۔۔پس اپنی نسلوں پر رحم کرو اور اپنے بچوں سے اس محبت کا اظہار کرو جو ایک مسلمان ماں اپنے بچے سے کرتی ہے اور اس پیار کا اس سے سلوک کرو جو ایک مسلمان باپ اپنے بچے سے کرتا ہے اور ان بچوں کے دل میں سلسلہ کے لئے قربانیوں کا شوق پیدا کرو اور ان کے دل میں یہ احساس پیدا کرو کہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے انسان کو بہرحال جد و جہد اور کوشش کرنی پڑتی ہے اس کے بغیر خدا تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں ہوتی۔ اگر انسان خدا کی راہ میں قربانیاں نہ دے تو اس کے نتیجہ میں شیطان تو خوش ہوسکتا ہے مگر خدا خوش نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ داریوں کے سمجھنے اور ان کے نباہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین‘‘

والدین کی ذمہ داری اپنی جگہ ایک مسلمہ حقیقت ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ شعور رکھنے والے بچوں، نظام جماعت اور ذیلی تنظیموں پر بھی بڑی اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ فرمودہ 4؍ جنوری 2008ء میں اس طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

’’اب جبکہ وقف جدید کی تحریک تمام دنیا میں رائج ہے تو بچے بھی اور ماں باپ بھی اور سیکرٹریان وقف جدید بھی اس طرف خاص توجہ کریں، جماعتی نظام اور ناصرات و اطفال کی ذیلی تنظیمیں بھی اس طرف توجہ کریں کہ زیادہ سے زیادہ بچوں کو وقف جدید کے چندے میں شامل کریں۔ بچوں کو اسکی اہمیت کا احساس دلائیں، قربانی کی روح ان میں پیدا کریں۔‘‘

جہاں تک دفتر اطفال میں مالی قربانی کی شرح کا تعلق ہے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ جس خطبہ میں دفتر اطفال کا اجراء کیا اس میں فرمایا تھا کہ:

’’وہ بچے جو اپنی عمر کے لحاظ سے اطفال الاحمدیہ یا ناصرات الاحمدیہ میں شامل ہو چکے ہیں یعنی ان کی عمریں سات سے پندرہ سال تک کی ہیں اگر وہ مہینہ میں ایک اٹھنی (یعنی پچاس پیسے) وقف جدید میں دیں تو جماعت کے سینکڑوں ہزاروں خاندان ایسے ہیں جن پر ان بچوں کی قربانی کے نتیجہ میں کوئی ایسا بار نہیں پڑے گا کہ وہ بھوکے رہنے لگ جائیں۔ رہے وہ غریب خاندان جن کے دلوں میں نیکی کرنے اور ثواب کمانے کی خواہش پیدا ہو لیکن ان کی مالی حالت ایسی نہ ہو کہ ان کا ہر بچہ اس تحریک میں ایک اٹھنی ماہوار دے سکے تو ان لوگوں کی خواہش کے مدنظر میں ان کے لئے یہ سہولت پیش کر دیتا ہوں کہ ایسے خاندان کے سارے بچے مل کر ایک اٹھنی ماہوار اس تحریک میں دیں۔ اس طرح اس خاندان کے سارے بھائی اور بہنیں ثواب میں شریک ہو جائیں گی لیکن یہ رعایت صرف ان خاندانوں کے لئے ہے جو مالی لحاظ سے کمزور ہیں لیکن باطنی اور ایمانی لحاظ سے ان کے دل روشن اور مضبوط ہیں اور ان کے بچوں کے دلوں میں یہ خواہش ہے کہ کاش ہماری مالی حالت ایسی ہوتی کہ ہم میں سے ہر ایک اٹھنی ماہوار اس تحریک میں دے سکتا اور ہم ثواب سے محروم نہ رہتے۔ ان کی ایسی خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے یہ سہولت دی ہے کہ وہ سب بچے مل کر ایک اٹھنی ماہوار اس تحریک میں دیں۔‘‘

لیکن بہرحال دفتر اطفال کیلئے خلفائے کرام کی طرف سے کوئی باقاعدہ شرح مقرر نہیں ہے۔سب خلفائے کرام کی بار بار اور تاکیدی ہدایت یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ بچوں کو اس بابرکت تحریک میں شامل کیا جائے۔ ’’چاہے ایک پیسہ دے کر کوئی شامل ہوتا ہے۔‘‘ جماعت احمدیہ جرمنی نے البتہ حضور انور سے یہ درخواست کی کہ دفتر بالغان میں صف اول و دوئم کے مجاہدین کی طرز پر دفتر اطفال میں بھی جو بچے 25 یورو سالانہ ادا کریں انہیں ’’ننھے مجاہدین‘‘ شمار کیا جائے۔ جسے حضور انور نے ازراہ شفقت منظور فرمایا۔ بہرحال یہ ضروری نہیں، اہم اور ضروری یہ ہے کہ حتی الامکان کوئی بچہ بھی اس تحریک کی برکات سے محروم نہ رہ جائے۔

اب بھی دنیا بھر کے بچوں کی ایک بھاری تعداد اس تحریک کی عظیم الشان برکات سے محروم ہے۔ اور انکے والدین بھی اپنے فرائض ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے رحمتوں اور برکتوں سے بے نصیب ہیں۔ یہ صورتحال ہم سب کیلئے فکرمندی اور پریشانی کا باعث ہونی چاہیے۔ 31؍ دسمبر کو وقف جدید کے مالی سال کا اختتام ہوتا ہے۔ ابھی چند روز باقی ہیں۔ اس لئے ہم سب کو اس تحریک کی برکات سے مستفیض ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ فیض روحانی زندگی کی ضمانت ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 4؍ جنوری 1991ء بمقام مسجد فضل لندن فرماتے ہیں:

’’اگر ہم بچوں کو شروع ہی سے خدا کی راہ میں مالی قربانی کا مزہ ڈال دیں اور اس کا چسکا ان کو پڑ جائے تو آئندہ ساری زندگی یہ بات انکی تربیت کے دوسرے معاملات پر بھی اثر انداز رہے گی اور جس کو مالی قربانی کی عادت ہو وہ خدا کے فضل سے عبادتوں میں بھی بہتر ہو جاتا ہے جماعت سے عمومی تعلق میں بھی اچھا ہو جاتا ہے اور یہ اس کی روحانی زندگی کی ضمانت کا بہت ہی اہم ذریعہ ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے بچوں کو اسلام احمدیت کا حقیقی اور سچا خادم بنائے اور وہ سب اعمال اور قربانیاں بجالانے کی توفیق بخشے جو اس کی رضا حاصل کرنے والی ہوں۔ آمین ثم آمین

رمضان کی آمد آمد ہے

رمضان المبارک ماہ مارچ 2023ء کے آخری عشرہ میں شروع ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے لئے، جماعت احمدیہ اور امت مسلمہ کے لئے یہ رمضان بہت مبارک کرے۔ آمین

اس سلسلہ میں نثر نگاروں سے مضامین و آرٹیکلز اور شعرائے کرام سے منظوم کلام بھجوانے کی درخواست ہے۔ مضمون مختصر ہوں۔ طویل مضمون اخبار میں جگہ پانے میں کافی دن لے لیتا ہے۔ امید ہے قارئین کرام اس طرف توجہ کریں گے اور اپنی تحریرات

info@alfazlonline.org

پر بھجوا کر ممنون فرمائیں گے۔

جملہ نمائندگان الفضل سے بھی درخواست ہے کہ جہاں وہ خود قلم آزمائی کریں وہاں احباب جماعت کو بھی اس طرف راغب کریں اور رمضان کی اہمیت، افادیت اور برکات پر مضامین لکھوا کر بھجوائیں۔ کان اللہ معکم وایدکم

ایڈیٹر الفضل آن لائن

مدثر ظفر

ترتیب کائنات کا حسن ہے

الفضل کے مضمون نویسوں کے لئے ایک مفید تحریر

آسمان سے لے کر سمندر کی گہرائیوں تک کائنات کے کینوس پر مظاہر فطرت جلوہ نما ہیں۔ یہ مظاہر دیکھنے والوں کو دعوت نظارہ دینے کے ساتھ اہل عقل کو دعوت غور و فکر دیتے ہیں۔ جا بجا بکھرے ان مظاہر کی خصوصیات میں ترتیب بھی شامل ہے اور یہی کائنات کا حسن ہے۔ موسموں کی ترتیب، سمندروں سے پانی کے بخارات کا بادلوں میں تبدیل ہونا، بادلوں کا برسنا اور اسی پانی کا پھر سے سمندر کی وسعتوں میں تحلیل ہوجانا۔ پورب سے سورج کا اگنا، پچھم میں غروب ہونا، پرندوں کا صبح دم اپنے مسکن چھوڑ کر رزق کی تلاش میں محو پرواز ہوجانا اور دن ڈھلے اپنے گھونسلوں کا رخ کرنا، چاند کا گھٹنا اور بڑھنا، ستاروں کی اپنے اپنے وقت پر آمد و رفت سمیت ہر چیز ایک لے میں محو سفر معلوم ہوتی ہے۔ اس سارے نظام میں ایک وقار نظر آتا ہے، یہ ترتیب کا حسن ہے۔ اگر ان میں ترتیب نہ ہوتی تو دن رات بے معنی ہوتے موسم بھی الجھے رہتے اور سب گڈ مڈ ہو جاتا۔ پیڑ پودوں کا پھلنا پھولنا نہ ہوتا، موسموں سے وابستہ میوے نہ ہوتے، دلکش رنگوں کے پھول نہ ہوتے۔ ہم کبھی یہ جان نا پاتے کہ کون سی سبزیاں کب ملیں گی، کون سا میوہ کب آئے گا اور کون سا پھول کب کھلے گا۔ الجھی چیزیں الجھن پیدا کرتی ہیں، طبیعت پر بوجھ محسوس ہوتی ہیں۔ ترتیب اور سلیقہ نہ صرف اچھا تاثر پیدا کرتا اور شخصیت کو نکھارتا ہے بلکہ نفاست پیدا کرتا ہے جس سے باطن میں موجود حسد، کینے اور رقابت جیسے منفی رویے بھی ختم ہونے لگتے ہیں۔

خالق نے ہر چیز کا انڈیکس بنایا ہے، ہر چیز کو ترتیب سے دھر کر مشاہدے کی دعوت دی ہے۔ انہیں دیکھو، ان پر غور کرو، ان کا طلوع و غروب اور ان کا آنا جانا دیکھو، ان میں کون کون سے نشان ہیں اور یہ کیا سبق دیتے ہیں۔؟ ان نشانوں کو پہچانو اور انہیں اپناؤ۔ اپنے معمولات کو ان کے ادلنے بدلنے کے مطابق ترتیب دو۔ ایسا کرنے سے زندگی کا لطف آئے گا۔ معمولات زندگی میں ہیجان ختم ہوگا۔ عزیز و اقارب اور ملنے جلنے والوں پر آپ کی شخصیت کا اچھا تاثر قائم ہوگا۔ ملازم ہیں تو مالک خوش ہوگا، افسر ہیں تو ماتحت آپ کے عملی نمونہ کو اپنائیں گے۔

ایک تحقیق کے مطابق ذہنی سکون کا ترتیب کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ جو لوگ بے ترتیب اور غیر منظم جگہوں پر رہتے ہیں تھکاوٹ، ذہنی تناؤ، ڈپریشن وغیرہ کے زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ پرنسٹن یونیورسٹی کی تحقیق کے مطابق بے ترتیب اور غیر منظم مقامات انسانی توجہ کے ارتکاز کو ختم کر دیتے ہیں جس سے انہیں اپنے مفوضہ فرائض کی انجام دہی میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو بالآخر ذہنی تناؤ پر منتج ہوتا ہے۔ مشہور ماہر نفسیات ”جورڈن پیٹرسن“ اپنے مریضوں کا علاج شروع کرنے سے قبل انہیں مشورہ دیتے کہ گھر جاؤ، اپنے بستر اور روزمرہ کے استعمال کی اشیاء کو ترتیب سے رکھ کر آؤ۔

ترتیب ہر چیز میں حسن پیدا کر دیتی ہے۔ خواہ کچھ بھی ہو، وہ روزمرہ کے کام ہو سکتے ہیں، ملنے ملانے کے اوقات ہو سکتے ہیں، کھانے پینے، سونے جاگنے کا معمول ہو سکتا ہے، پڑھنے لکھنے کا شغل بھی اس میں شامل ہے۔ اس تحریر کا اصل مدعا بھی یہی ہے، اسی طرف توجہ دلانا مقصود ہے۔

تحریر میں ترتیب کیوں ضروری ہے؟

تحریر کا بنیادی مقصد اپنا پیغام لوگوں تک پہنچانا ہوتا ہے۔ اب یہ صاحب تحریر پر منحصر ہے کہ وہ کیسے اپنی تحریر کو مرتب کرتا ہے۔ نفس مضمون کا خیال کرتے ہوئے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر ترتیب دی گئی تحریر پڑھنے میں قاری بھی حظ اٹھاتے ہیں۔ پچھلے دنوں ایک تحریر نظر سے گزری۔ اچھا مضمون مگر ترتیب سے عاری تھا۔ گاہے گاہے ادارہ الفضل کی جانب سے لکھنے والوں کی رہنمائی کی جاتی رہتی ہے۔ سرچ کرنے سے وہ تحریریں مل بھی جائیں گی۔ خطا کا مادہ انسانی خمیر میں ہے لیکن بقول مسیح دوراں ”اصل پہلوان وہی ہے جو تبدیلی اخلاق پر قادر ہو۔“ چنانچہ خود کو پہلوان ثابت کرنا تب زیادہ ضروری ہو جاتا ہے جب ایک امر کی طرف بار ہا توجہ دلائی جا چکی ہو۔ کوئی چیز اپنی ذات میں صد فیصد مکمل نہیں سوائے خالق کائنات کے۔ تبدیلی اخلاق کی ضرورت ہر وقت موجود رہتی ہے اسی لیے غور و فکر کی تلقین کی گئی اور سیکھنے کے مسلسل عمل کی حوصلہ افزائی بھی۔

اسلوب تحریر روایتی ہو یا غیر روایتی اس میں مہیا کیا گیا مواد ترتیب سے چنا گیا ہو تو مضمون کی افادیت دو چند ہو جاتی ہے۔ الفضل کے پہلے صفحہ کو بغور دیکھنے پر معلوم ہوگا کہ سب سے پہلے فرمان خداوندی ہے، پھر فرمان رسولؐ (حدیث) ہے۔ پھر امام الزمان کے رشحات ہیں اور ساتھ ہی پیارے آقا خلیفۂ وقت کا کوئی مختصر فرمان دل پذیر موجود ہوتا ہے۔ اس دلکش ترتیب کو کسی ایک موضوع کے تحت مرتب کیا جاتا ہے۔ ایک عنوان پر پانچ سے دس منٹ کی تقریر کا بہترین مواد الفضل کے ہر شمارے کے پہلے صفحے پر موجود ہوتا ہے۔ یہ ترتیب کا حسن ہے۔ روایتی مضامین میں بھی بالترتیب اس امر کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ مضمون میں قرآنی آیات ہیں تو ان کا درجہ سب سے اوپر ہونا چاہیے۔ پھر ان آیات کی تائید میں مستند احادیث کو رکھنا چاہیے۔ پھر امام الزمان کے ارشادات اور اسی طرح بالترتیب خلفاء کرام کے فرامین سے مزین کرنا چاہیے۔

کسی شخصیت کا تعارف ہو تو پیدائش، حسب نسب، تعلیمی قابلیت، دینی و دنیاوی خدمات اور وفات سے متعلق مواد ترتیب دیا جا سکتا ہے۔ سائنسی موضوعات میں مذکورہ چیز کی تاریخی اہمیت، اس کی ایجاد یا دریافت اور اس کے موجد کے بارے میں حسب مراتب مواد ترتیب دیا جا سکتا ہے۔ کسی جانور کا تعارف ہے تو اس کا نام، اس کا بائیولوجیکل نام، نسل، علاقہ، خوراک، رہن سہن کے اطوار وغیرہ جیسے موضوعات پر مشق سخن کی جا سکتی ہے۔ تاریخی مضامین میں مرحلہ وار مواد کو شامل کیا جاتا ہے۔ اسی اسلوب کے تحت ہر قسم کے موضوع کو مرتب کر سکتے ہیں۔

تحریر اپنی ہو یا کہیں سے نقل کی گئی ہو مکمل کرنے کے بعد اس پر نظر ڈالنا غایت درجہ ضروری ہوتا ہے۔ اگر آپ کی تحریر کو الفضل کے صفحات پر جگہ ملی ہے تو وہ کئی نظروں سے گزری ہے۔ اس پر کام کرنے والے رضا کاروں کے ہاتھوں نے اس کی نوک پلک سنواری ہے۔ ایک مضمون کے موصول ہونے سے لے کر شائع ہونے تک کے سفر کو محترم مدیر صاحب اپنے ایک مضمون میں مفصل بیان کر چکے ہیں۔ الفضل کے لیے مضامین بھیجنے والوں کی تھوڑی سی توجہ ادارتی ٹیم کا کام بہت آسان کر سکتی ہے جس سے ان کا قیمتی وقت بچ سکتا ہے۔

مضمون بھیجنے سے قبل ایک نظر اس کے پروف کو دیکھیں، املا کی غلطیاں درست کریں۔ مضمون کے متن کا نقشہ اپنے چشم تصور میں لائیں اور دیکھیں کہ تحریر کا اسلوب بیان کی گئی ترتیب کے مطابق ہے یا نہیں، کون سا پیراگراف کہاں لگنا چاہیے۔

فن تحریر خداد بھی ہوتا ہے اور کسبی بھی۔ مسلسل مشق، توجہ اور سنجیدگی سے اس میں نکھار پیدا کیا جا سکتا ہے۔

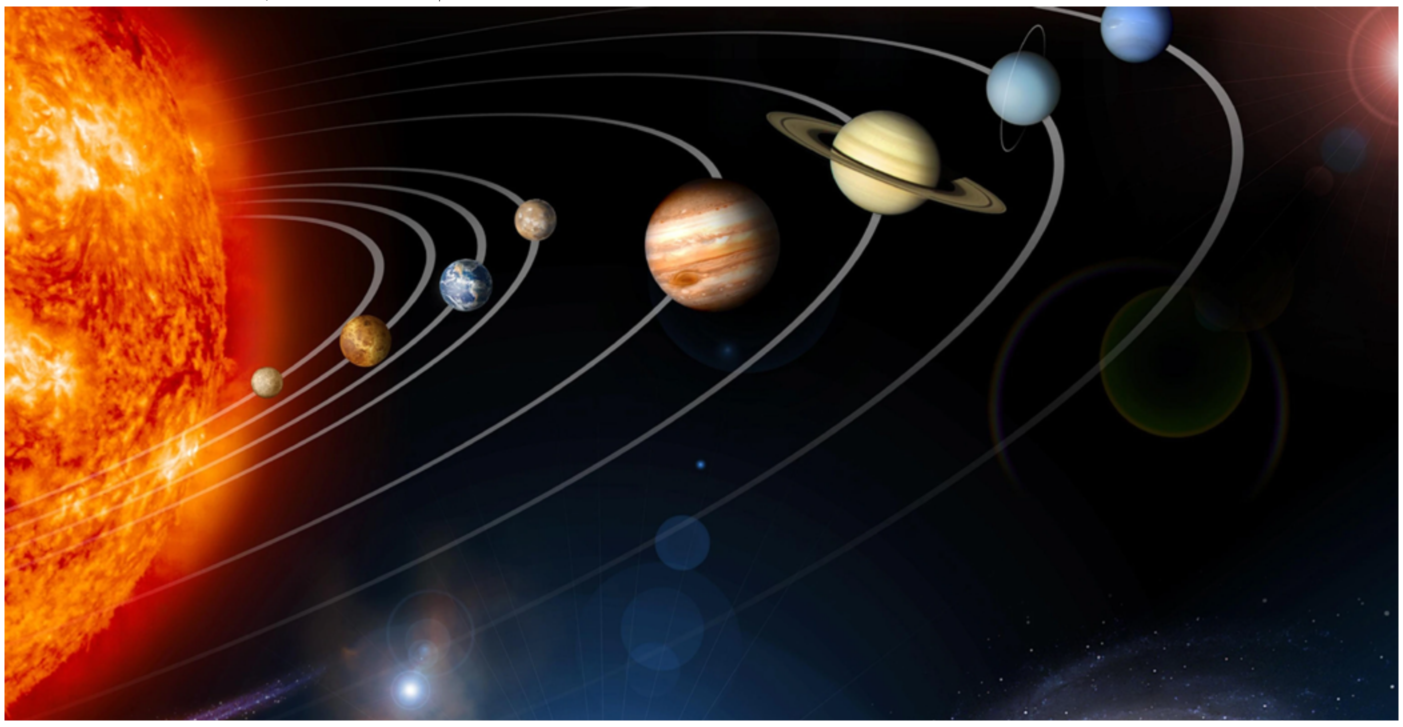

دعا کا تحفہ

سوتے وقت کی دعا

(امّ المومنین) حضرت حفصہؓ بیان کرتی ہیں کہ رات کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھتے اور تین مرتبہ یہ دُعا پڑھتے تھے:

اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ

(ابوداؤد کتاب الادب باب ما یُقال عند النوم)

ترجمہ: اے اللہ! مجھے اپنے عذاب سے بچانا جس روز تو اپنے بندوں کو اٹھائے۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 120-121)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

محمد افضل قمر

جواں سال بیٹے طاہر ذیشان افضل کا ذکرِ خیر

خاکسار کے جوان سال بیٹے مکرم طاہر ذیشان افضل صاحب مؤرخہ 5/ اکتوبر 2022ء کو صبح پونے دس بجے وفات پا گئے۔ آپ 30 اپریل 1986ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سوسائٹی پبلک ہائی سکول مغل پورہ لاہور سے مکمل کرنے کے بعد نائیکون کالج کے ذریعے بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور سے آئی سی ایس کا امتحان پاس کیا جس کے بعد آپ سپیریئر یونیورسٹی لاہور میں داخل ہوئے جہاں سے بی ایس سی (کمپیوٹر سائنس) کی ڈگری مکمل کی۔

تعلیم مکمل کرنے کے بعد جب ملازمت کا مرحلہ آیا تو اس دوران 28/ مئی 2010ء کا المناک سانحہ وقوع پذیر ہو چکا تھا اور آپ سارے سانحے کے چشم دید گواہ تھے۔ واقعہ سے کچھ ہی لمحہ پہلے دارالذکر سے ملحقہ پٹرول پمپ پر پہنچے تھے کہ دہشت گردوں کی طرف سے حملوں کا آغاز ہوگیا اور یوں آپ دارالذکر کے اندر جانے سے رہ گئے اور سارا عرصہ باہر رہ کر دعائیں کرتے ہوئے گزارا۔ جب پولیس اور دوسرے سیکورٹی اداروں کی طرف سے اندر جانے کی اجازت ملی تو اس وقت تک دارالذکر کے اندر ہی رہے جب تک کہ تمام شہداء اور زخمیوں کے ہسپتال لے جانے کے لئے آنے والی ایمبولینسوں میں تمام شہداء کے جسدِ خاکی اور مجروحین کو اپنے ہاتھوں سے کمال ضبط کے ساتھ ہسپتال منتقل نہ کر دیا۔ دارالذکر سے فراغت کے بعد جب گھر واپس آئے تو پھوٹ پھوٹ کر رو دیئے اور افسوس کا اظہار کرتے رہے کہ میں بروقت دارالذکر اندر نہ جا سکا، بعد میں اِس بات کا اظہار بھی کیا کہ کاش میرا نام بھی شہداء کی فہرست میں شامل ہوتا۔

گزشتہ سال انیسویں روزے آپ کو پیٹ میں تکلیف ہوئی جس کے بعد اگلے روز مختلف ٹیسٹوں کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ آپ کے بائیں گردے کے اوپر ٹیومر ہے جس نے تاحال اپنی جڑیں نہیں پکڑیں۔ اس کے بعد مختلف ڈاکٹروں کے باہمی مشورے کے ساتھ مختلف ادویات استعمال ہوتی رہیں اور بالآخر میں اس ٹیومر کا کامیاب آپریشن ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے طاہر ذیشان افضل کو صحت عطا کر دی۔ جس کے بعد کچھ عرصہ آرام کرنے کے بعد اپنی ملازمت (نیسلے پاکستان لمیٹڈ) پر جانے کے علاوہ جماعتی خدمات میں بھی پوری دلجمعی سے مشغول ہو گئے۔ مگر خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا اگست 2022ء کے آخر پر اس کی شکایت پر کہ ''ابو میں کام سے آ کر تھک سا جاتا ہوں'' فوری طور ضروری ٹیسٹ کروائے گئے تو یہ جان فرسا خبر سامنے آئی کہ اس کے گردے کسی حد تک ناکارہ ہو چکے ہیں۔ نفرالوجسٹ نے فوری طور پر ڈائلیسز کروانے اور پھر گردے کی تبدیلی کے لئے مشورہ دیا۔ ڈائلیسز کی تیاری ہو رہی تھی کہ تقدیر نے مہلت نہ دی۔ مؤرخہ 5/ اکتوبر 2022ء کو آپ کل جہاں کے مالک خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ وفات کے وقت عمر 36 سال تھی۔

آپ کی نمازِ جنازہ اِسی دن بعد نمازِ عصر حلقہ گلشن پارک میں ادا کرنے کے بعد میت کو محترم طاہر احمد ملک صاحب کی ہدایت پر دارالذکر لے جایا گیا جہاں آپ نے ساڑھے پانچ بجے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ دونوں جگہوں پر غیر معمولی تعداد میں احبابِ جماعت نمازِ جنازہ میں شریک ہوئے نمازِ جنازہ کے بعد مغرب سے کچھ پہلے جسدِ خاکی کو بذریعہ ایمبولینس ربوہ روانہ کر دیا گیا جہاں اگلے دن بعد نمازِ فجر صبح ساڑھے پانچ بجے دارالضیافت کے احاطہ میں محترم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اور بہشتی مقبرہ توسیع میں تدفین کے بعد دعا بھی کروائی۔

مرحوم حلقہ گلشن پارک میں رہائش پذیر اور محترم صدر صاحب حلقہ کی عاملہ میں سیکرٹری امورِ خارجہ تھے، مجلس خدام الاحمدیہ گلشن پارک میں معتمد، ناظم اصلاح و ارشاد کے علاوہ نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ گلشن پارک کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور میں نائب ناظم عمومی کے علاوہ گزشتہ پندرہ سال سے (2005ء سے 2019ء) نظارت کے تحت قادیان جلسہ سالانہ کے لئے متواتر ڈیوٹی دیتے چلے آ رہے تھے۔ آپ اپنی ملازمت سے سارا سال فقط اس بنا پر چھٹی نہ کرتے تھے کہ قادیان جلسہ سالانہ کے لئے ڈیوٹی دینی ہے۔ رات دارالذکر میں جماعت ضلع لاہور کے شعبہ امورِ عامہ میں صبح قادیان جانے والے مہمانوں کی فہرستیں مرتب کرتے جس کے لئے آپ کو رات دیر تک بھی بیٹھنا پڑتا تو بیٹھتے مگر صبح نو بجے واہگہ بارڈر پر ڈیوٹی کے لئے حاضر ہو جاتے۔

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کی عمومی ٹیم کے ایک بہت ہی فعال رکن تھے اور احسن طریقے سے ہر ڈیوٹی سرانجام دیتے تھے۔ کچھ عرصہ معاون قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور بھی رہے۔ وفات سے ایک روز قبل بھی طبیعت کی خرابی کے باوجود عمومی ٹیم کے ساتھ ڈیوٹی پر موجود تھے۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ بوجہ خرابی طبیعت میں نے ان کو جانے سے منع کیا تو ناراضگی کا اظہار کیا اور کہنے لگے کہ ''مجھے جماعتی خدمت سے نہ روکا کرو!''

آپ کے چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ رہتی۔ ہر ایک کے ساتھ مسکراتے چہرے کے ساتھ ملتے اور جو بھی خدمت ہو سکتی بجا لاتے اور اس ضمن میں کوئی کوتاہی نہ کرتے۔ مرحوم نے پسماندگان میں والدین، اہلیہ اور دو بچیاں جاذبہ طاہر بعمر 9 سال اور بارعہ طاہر بعمر 5 سال یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی اہلیہ اور دونوں بیٹیاں خدا تعالیٰ کے فضل سے تحریکِ وقفِ نو میں شامل ہیں۔

خاندان میں احمدیت

آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے پردادا مکرم میاں دین محمد مرحوم صاحب کے ذریعے آئی جنہوں نے ایک رؤیا کی بنا پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ آپ کے پردادا کا تعلق باٹھانوالہ متصل بدوملہی ضلع نارووال سے تھا جہاں آپ آڑھت کا کام کرتے تھے۔

مرحوم کے نانا مکرم قریشی محمد حفیظ صاحب مرحوم کے خاندان میں احمدیت ان کے نانا حضرت منشی مہر دین صاحبؓ مرحوم صحابی حضرت مسیح موعودؑ اور دادا حضرت غلام قادر صاحبؓ مرحوم صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ آئی۔ حضرت منشی مہر دین صاحبؓ مرحوم کا نام منارۃ المسیح قادیان کی تعمیر میں نمایاں قربانی کرنے والوں کی فہرست میں 108نمبر پر کندہ ہے۔

حضور انور کا شفقت بھرا پیغام

حضور انور نے اپنے خط کے ذریعے مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو تحریر فرمایا:

''آپ کی طرف سے لاہور کے ایک خادم مکرم طاہر ذیشان صاحب کی وفات کی اطلاع ملی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو مغفرت اور رحمت کی چادر میں لپیٹ لے اور تمام پسماندگان کو یہ صدمہ صبر و ہمت سے برداشت کرنے کی توفیق دے۔ میری طرف سے تمام عزیز و اقارب سے دلی تعزیت کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے سب اہل خانہ کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین''

نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے بھی حضور کے نمائندہ کے طور پر حاضر ہو کر تعزیت فرمائی۔

سابق قائد مجلس گلشن پارک بیان کرتے ہیں۔ مکرم طاہر ذیشان صاحب ایک نہایت ہی خوش اخلاق، محنتی اور خدمت گزار خادم دین تھے۔ خاکسار کے ساتھ بطور نائب قائد مجلس و ناظم اصلاح و ارشاد خدمت کی توفیق پائی۔ قیادت کی جانب سے جو ذمہ داری دی جاتی اس کو احسن انداز میں پورا کرتے۔ عمومی ٹیم کے نہایت فعال ممبر تھے۔ جب بھی مجلس یا ضلع کی جانب سے عمومی ڈیوٹی کے لئے بلایا جاتا تو ضرور حاضر ہوتے۔ سانحہ 28/ مئی 2010ء کے بعد تو باقاعدگی کے ساتھ بیت الذکر گلشن پارک کے مرکزی گیٹ کے باہر ڈیوٹی کرتے۔ ان کا دفتر ماڈل ٹاؤن میں تھا پھر بھی باقاعدگی کے ساتھ مقامی بیت الذکر میں عمومی ڈیوٹی کے لئے تشریف لاتے اور کہا کرتے کہ قائد صاحب میری پوسٹ کے حوالہ سے بے فکر رہیں میں ہر صورت ڈیوٹی پر پہنچ جاؤں گا۔ مالی قربانی میں صفِ اول کے خدام میں شامل تھے۔

ناظم عمومی ضلع لاہور نے بیان کیا کہ مرحوم خاکسار کے ساتھ گزشتہ تین سال سے بطور نائب ناظم عمومی ضلع لاہور خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ مرحوم بہت ہی نفیس، عاجز، اطاعت گزار اور ذمہ دار شخصیت کے مالک تھے۔ ہر وقت خدمت کے لئے پر جوش اور تیار رہتے، جب بھی عمومی ڈیوٹی کے لئے کہا گیا تو صحت اور وقت کی فکر کئے بغیر ہمیشہ لبیک کہا۔ ڈیوٹی کے دوران ساتھی خدام کی صحت اور ان کے کھانے اور آرام کا مکمل خیال رکھتے اور ان کی ہر وقت حوصلہ افزائی کرتے رہتے۔

مالی قربانی

جب بھی مالی قربانی کی تحریک کی جاتی ہمیشہ لبیک کہتے۔ کسی بھی مد میں

جس قدر رقم مانگی جاتی ادا کر دیا کرتے۔ وفات سے ایک رات قبل جب طبیعت اچانک بہت خراب ہوگئی تب بھی مجھے کہا کہ ''ابو لگتا ہے کہ میرا وقت آ گیا ہے، میری وصیت کا اگر کوئی چندہ ہے تو اس کی رسید کٹوا دینا۔''

میرا بیٹا طاہر ذیشان افضل واقعی ایک جنتی انسان تھا۔ میرے سانس کے ساتھ سانس لینے والا، مجھے پریشان نہ دیکھنے والا، میرا خیال رکھنے والا، میرے جذبات کو سمجھنے والا، میرا دست و بازو، میرا دوست اور ہم و غم کا ساتھی تھا۔ اس کی بیماری میں ہر ڈاکٹر کے پاس میں ہمیشہ اس کے ساتھ گیا۔ ہر ڈاکٹر اس کی چہرے کی مسکراہٹ اور صحت دیکھ کر حیران ہو جاتا تھا اور اس کی بیماری کے بارے میں سن کر اور دیکھ کر غم زدہ ہو جاتا اور دعا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کو شفائے کامل عطا فرمائے۔ آمین

طاہر ذیشان افضل کو گھر میں سب ہی پیار سے ''شانی'' کہتے ہر اپنا اور پرایا محبت کرتا تھا، اس کے دادا ابو (محترم غلام نبی قمر صاحب جن کی اس وقت عمر 95 سال کے قریب ہے) شانی کی طبیعت کا سن کر ہر روز گھر آتے اور اس کی طبیعت کا پوچھتے، مالی پریشانی دیکھتے ہوئے فوری طور پر ایک لاکھ روپیہ دیا اور جب اس کے گردوں میں خرابی کے بارے میں علم ہوا تو مزید پچاس ہزار روپے لا کر دعائیں دیتے ہوئے دیئے اور کہا کہ ''فضل پریشان نہیں ہونا، خدا سب اچھا کرے گا۔'' اس کے چچا مکرم بشارت احمد ثاقب صاحب (چیئر مین ہیومینٹی فرسٹ بیلجیم) اور مکرم ڈاکٹر فضل احمد ناصر صاحب ہمہ وقت ساتھ رہے اور اب تک ہیں اور ہر طرح کی معاونت کی۔

چھوٹے بھائی ڈاکٹر فضل احمد ناصر کو جب علم ہوا کہ ڈاکٹرز نے گردوں کی تبدیلی کے لئے کہا ہے تو فوری طور اپنا گردہ دینے کی پیش کش کر دی۔ طاہر ذیشان کے ماموں مکرم قریشی رضوان احمد صاحب نے اپنا گردہ عطیہ کرنے کی پیش کش کی جبکہ دوسرے دونوں ماموں (مکرم محمد انور قریشی صاحب اور مکرم قریشی عمران احمد صاحب از لندن) بھی ہر طرح ساتھ رہے۔ طاہر ذیشان کے چھوٹے بھائی مکرم نعمان افضل نے اپنا گردہ دینے کی پیش کش کی۔

اس کی ایک خالہ تو ایک رات اس قدر پریشان ہوئی کہ اگلے دن آ کر خطیر رقم روتے ہوئے میری جھولی میں ڈالی اور کہا کہ بھائی جان! مجھے رات نیند نہیں آئی اور ساری رات روتی رہی کہ میں اپنی بڑی بہن، بھائی اور بیٹے شان کی کیسے مدد کروں؟ صبح اس نے اپنی ہاتھوں کی چوڑیاں بیچ ڈالیں اور ملنے والی رقم ہمیں دے دی۔

اسی طرح دوسری خالہ نے خطیر رقم بیماری کے علاج کے لئے دے دی۔ اس پریشان کن اور مشکل گھڑی میں جس رنگ میں بھی میری مدد کی اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی جناب سے بہترین اجر عطا فرمائے۔ آمین

میری اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتہ صفت بیٹا مجھے عطا فرمایا تھا جو بہت فرمانبردار اور دکھ سکھ میں ساتھ دینے والا تھا۔ جس دن اس کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی اِس دن قادیان میں ڈیوٹی پر تھا، ہر وقت جماعت کی خدمت کے لیے تیار رہتا۔ 28/ مئی کے واقع والے دن بھی گھر نہیں آیا۔ ہر رشتہ کے ساتھ انصاف کرنے والا، بہترین شوہر، بہترین باپ اور بہترین بیٹا تھا۔ ہر روز سورۃ الرحمٰن کی تلاوت کرتا۔ وفات سے چند روز قبل جب سورۃ الرحمٰن کی تلاوت کر رہا تھا جس میں برزخ کا ذکر ہے تو آپ نے کہا کے مرنے کے بعد سب روحیں برزخ میں اکٹھی ہوتی ہیں۔ اپنی چھوٹی بہن جو اس وقت 6 سال سے زائد عرصہ سے اپنے خاوند، بچوں اور ساس سسر کے ساتھ ملائیشیا میں ہے کے بارے میں بہت پریشان رہتا تھا اور ہمیشہ کہتا تھا کہ میری بہن جب آئے گی اس کو پورے پروٹوکول سے گھر لے کر آؤں گا، کیا پتہ تھا کہ وہ خود ہی چلا جائے گا۔

مرحوم کی اہلیہ محترمہ کہتی ہیں کہ آپ نے ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھا اور کبھی بھی دین کے کام سے پیچھے نہیں ہٹے۔ ایک شوہر کی صورت میں وہ شخص خدا تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت تھا اتنا پیار اور اخلاص تھا کہ بیان کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں، اپنے حقوق و فرائض کو احسن طریق سے نبھایا، مجھے کبھی بھی ان کو کچھ کہنا نہیں پڑا، بہت اچھے شوہر اور بہت اچھے باپ تھے، میں اور میری بیٹیاں وقف نو کی تحریک میں شامل ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو بھی ان کی طرح دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مرحوم کے بھائی مکرم نعمان افضل کہتے ہیں کہ میرے بہت ہی پیارے بھائی میرا ہر طرح خیال رکھنے والے تھے ہر پہلو میں میری رہنمائی کرتے، بھائی کے علاوہ میرے دوست بھی تھے۔ جماعتی کاموں کے لیے باقاعدہ تحریک کرتے رہتے اور جماعتی کاموں میں سستی برداشت نہیں کرتے تھے۔ جنون کی حد تک جماعت کی خدمت کا شوق تھا اور عہد خلافت کے مطابق جان، مال، عزت اور وقت کی قربانی کے لیے ہر دم تیار رہتے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے میرے بیٹے کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور والدین، بھائی بہن، اہلیہ اور بیٹیوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور بچوں کا خود متکفل ہو جائے۔ آمین

اعلان ولادت

مکرم عبد المقیت یہ اعلان بھجواتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے خاکسار کو مؤرخہ 29/ دسمبر 2022ء بروز جمعرات بیٹی کے بعد پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت نومولود کی وقف نو میں شمولیت منظور فرمائی ہے۔ بچے کا نام عرشیان احمد رکھا گیا ہے۔ نومولود عبد الشکور صاحب کا پوتا اور قمر احمد صاحب کا نواسا ہے۔

احباب جماعت سے خاکسار کی زوجہ کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں آپریشن کے بعد ہر قسم کی پیچیدگیوں سے بچائے نیز صحت والی زندگی عطا کرے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو بھی صحت و تندرستی والی لمبی اور فعال زندگی عطا کرے، دین و دنیا کی اعلیٰ حسنات سے نوازے، خلافت کا خادم و حقیقی واقف زندگی بنائے نیز والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور نافع الناس وجود بنائے۔ آمین

خواجہ عبد الباسط۔ مربی سلسلہ ایکواڈور

ایکواڈور میں جلسہ سیرت النبیؐ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مؤرخہ 10/ دسمبر 2022ء کو جماعت احمدیہ ایکواڈور نے جلسہ سیرت النبی منایا۔ ایکواڈور جنوبی امریکہ کے مغربی کونے میں واقع ایک چھوٹا اسپینش ملک ہے۔

اس تقریب کا مقصد اسلام کی حقیقی تعلیمات اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو پیش کرنا تھا۔

اس بابرکت پروگرام میں دونوں مسلمان اور غیر مسلم مہمانوں نے شرکت کی۔ اور سب نے دلچسپی سے جلسہ کی ہر تقریر سنی۔

جلسہ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا۔ ہمارے ایکواڈور کے بھائی محترم Diego Rafael نے عربی تلاوت کی۔ کچھ مہمانوں کے لئے قرآن پاک کی تلاوت سننے کا یہ پہلا موقعہ تھا۔ الحمد للہ

تلاوت قرآن کریم کے بعد سسٹر Alejandra Gomez نے مسلمان کون ہیں اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں اور فرائض کے متعلق رپورٹ پیش کی۔

اگلے سیشن میں اللہ تعالیٰ کے بارہ میں ایک تعارف پیش کیا گیا نیز مسلمانوں کو اپنے خالق کے ساتھ زندہ تعلق پیدا کرنے کے نکات۔ یہ ہمارے بھائی Fernando Andrade نے تفصیل سے واضح کیا۔

اختتامی تقریر خاکسار نے کی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف واقعات پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ کس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مسلمانوں اور غیر مسلموں کے لیے یکساں رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔

ایکواڈور کے زیادہ تر باشندے اسلام کے مقدس بانی کی زندگی اور کردار سے ناواقف ہیں اس حد تک کہ کچھ لوگ ان کے نام کو بھی نہیں جانتے۔ اللہ کے فضل سے یہ جلسہ حاضرین کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبصورت سیرت اور دین اسلام میں ان کی اہمیت کے بارے میں بصیرت فراہم کرنے میں بہت کامیاب رہا۔

ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام احمدیوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسوہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور نیک روحوں کو اسلام احمدیت کے پیغام کو قبول کرنے کی ہدایت کر دے۔ آمین

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

ایڈیٹر کے نام خط

مکرمہ درثمین احمد۔جرمنی سے لکھتی ہیں:

مؤرخہ 7/ جنوری 2023ء کے اداریہ کے تحت صفیہ بشیر سامی صاحبہ کی تحریر ’’دو دن کی ہے کہانی نفرت سے نہیں جینا‘‘بہت موثر اور حقیقت پر مبنی تحریر ہے۔آپ نے محترمہ کی تحریر کو بنیاد بناتے ہوئے نہایت عمدگی سے ہماری توجہ روزمرہ کے معاشرتی مسائل اور ان کے آسان حل کی جانب مبذول کروائی ہے۔ یہ بات درست ہے کہ مثبت سوچ اور رویے بہت سے مسائل کا حل ہیں مگر ہم میں سے اکثریت جانتے بوجھتے ہوئے بھی بسا اوقات معمولی باتوں پر رنجشوں کو دل میں پال کر اپنی زندگی کے کئی قیمتی لمحات ضائع کر دیتے ہیں جن کو اگنور کر کے بھی ہم بہت اچھی زندگی گزار سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صلح جو، محبت بانٹنے اور معاف کرنے کی عادات کو اپنانے والا بنائے۔ آمین

مکرمہ خالدہ نزہت۔آسٹریلیا سے لکھتی ہیں:

آپ کی ساری ٹیم اور قارئین الفضل کو نیا سال مبارک ہو۔ نئے سال کے آغاز میں ہی بہت عمدہ مضامین اور نظمیں پڑھنے کو ملیں۔ ماشاء اللہ! مگر 7/ جنوری 2023ء کے الفضل میں ’’دلچسپ و مفید واقعات وحکایات‘‘ کے ساتھ ساتھ مسز صفیہ بشیر سامی کا مضمون ’’دو دن کی ہے کہانی، نفرت سے نہیں جینا‘‘ قابل ستائش ہے۔ اتنے آسان الفاظ میں بہت گہرا اور مفید مضمون بیان کیا ہے۔ کاش ہم اس پر عمل کرنے والے ہوں اور اس کے مطابق زندگی گزاریں اور ہمارے گھر اور معاشرہ جنت کا گہوارہ بن جائیں۔

مکرمہ عطیہ خان۔جرمنی سے لکھتی ہیں:

مؤرخہ 7/ جنوری 2023ء کے شمارہ الفضل میں مضمون ’’دو دن کی ہے کہانی، نفرت سے نہیں جینا‘‘ بہت ہی عمدہ طریقے سے بیان کیا گیا ہے اور کافی معلومات فراہم کی گئی ہے۔ نیز بہت سارے معاملات پر روشنی بھی ڈالی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ہر معاملے میں انصاف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تقریبِ پُرمسرت

مکرم شکیل احمد۔مورڈن پارک برطانیہ یہ اعلان بھجواتے ہیں:

خاکسار کے بیٹے راحیل احمد کی تقریب دعوت ولیمہ مؤرخہ 30/ دسمبر 2022ء کو Saams Function Hall میں منعقد ہوئی۔تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم کاشف احمد نے کی۔ بعدازاں مکرم محمود احمد طلحہ مربی سلسلہ واستاد جامعہ احمدیہ نے دعا کروائی اور معزز مہمانان کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

قبل ازیں مؤرخہ 11/ مارچ 2022ء کو عزیزم راحیل احمد کا نکاح عزیزہ عائشہ قیصر بنت قیصر ممتاز صاحب سے محمد اقبال صاحب مربی سلسلہ نے پڑھایا تھا۔ بچی مؤرخہ 25/ دسمبر 2022ء کو برطانیہ پہنچی اور 27/ دسمبر 2022ء کو ان کی تقریبِ رخصتانہ کا انعقاد ہوا۔

عزیزم راحیل احمد مکرم نذیر احمد گھسیٹ پورہ حال مقیم برطانیہ کے پوتے اور مکرم فیض احمد مرحوم (کھرڑیانوالہ) کے نواسے ہیں۔ جبکہ عزیزہ عائشہ قیصر مکرم ممتاز باجوہ مرحوم کی پوتی اور مکرم فضل احمد اعوان مرحوم کی نواسی ہیں۔

احباب جماعت سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ مولیٰ کریم اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے ہر لحاظ اور جہت سے بابرکت فرمائے۔ اس جوڑے کو ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والا اور خلافت احمدیہ کا حقیقی وفادار اور سچا مطیع بنائے۔ نیز یہ جوڑا اپنے پیارے آقا کے ارشادات کے مطابق ایک دوسرے کے حقوق کو کماحقہ ادا کرتے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے پیار اور رحم کا وارث بننے والا ہو۔آمین ثم آمین

ایک سبق آموزبات

مشہور مقولہ ہے

’’اَلۡعَقۡلُ السَّلِیۡمُ فِی الۡجِسۡمِ السَّلِیۡمِ‘‘

کہ ایک صحت مند انسان ہی صحیح عقل رکھ سکتا ہے۔ کسی نے اس کی تشریح میں کہا کہ طاقتور مومن خدا تعالیٰ کے نزدیک بیکار مومن سے بہتر ہے۔

(اداریہ: کھیل اور ورزش کی اہمیت وافادیت، الفضل آن لائن لندن 20/ جون 2020ء)

مرسلہ: ذیشان محمود۔ سیرالیون

فقہی کارنر

حقہ نوشی پر ناپسندیدگی کا اظہار

حقہ نوشی کے متعلق ذکر آیا (حضرت مسیح موعودؑ نے) فرمایا: اس کا ترک اچھا ہے۔ ایک بدعت ہے، منہ سے بو آتی ہے۔ ہمارے والد مرحوم صاحب اس کے متعلق ایک شعر اپنا بنایا ہوا پڑھا کرتے تھے جس سے اس کی برائی ظاہر ہوتی ہے۔

(الحکم 10/ ستمبر 1901ء صفحہ 9)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

طلوع وغروب آفتاب

20/ جنوری 2023ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:41	18:02
مدینہ منورہ	05:46	17:58
قادیان	06:03	17:51
ربوہ	05:42	17:31
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:27	16:32